ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

31

www.tanzeem.org

یکم تا 7 رمضان المبارک 1432ھ / 2 تا 8 اگست 2011ء

اس شمارے میں

عدلیہ حکومت محاذ آرائی

نظامِ خلافت کی روحانی برکات

رمضان المبارک کی تیاری...... لائحہ عمل

حضور اکرم ﷺ کا سفرِ طائف

ڈرون حملے اور حکمرانوں کا طرزِ عمل

سعادت حسن منٹو کے اینگلو انڈین پاگل

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

روزہ اور تقویٰ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ:183) ''اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا' تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو جائے۔'' گویا روزے کی مصلحت اور مدعا تقویٰ ہے۔ تقویٰ کے معنی اور مفہوم کو جان لینے سے یہ مصلحت اور حکم بڑی آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا۔ ''تقویٰ'' کے معنی ہیں ''بچنا''۔ قرآن مجید نے اس میں اصطلاحی مفاہیم پیدا کیے' یعنی اللہ کے احکام کو توڑنے سے بچنا' حرام سے بچنا' معصیت سے بچنا' یہ تقویٰ ہے۔ ہمارے نفس کے بہت سے تقاضے ہیں مثلاً' پیٹ کھانے کو مانگتا ہے۔ فرض کیجیے، کوئی حلال چیز کھانے کو نہیں ہے تو ایسے میں اگر کوئی مسلمان اس بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو جائے تو حرام میں منہ مار بیٹھے گا۔ لہٰذا اس میں ضبط کی عادت ڈالی جائے، تاکہ آخری حد تک بھوک پر قابو پانے میں کامیاب رہے۔ اسی طرح پیاس کو کنٹرول میں لائے' شہوت کو کنٹرول میں رکھے۔ ساتھ ہی اُسے نفس کی اُن خواہشات پر قابو پانے کی مشق حاصل ہو' جو دین کے منافی ہوں۔ پس طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور تعلقِ زن وشو سے کنارہ کش ہونے کی جو مشق کرائی جاتی ہے' اس کا مقصد ضبطِ نفس ہے، یعنی ایک بندۂ مؤمن کو اپنے نفس کے منہ زور گھوڑے کے تقاضوں پر قابو پانے اور کنٹرول میں رکھنے کی مشق ہو جائے اور عادت پیدا ہو جائے...... اب سوچیے، اگر آپ پورے تیس دن ایک مقررہ وقت سے لے کر دوسرے مقررہ وقت تک اللہ کی حلال کردہ چیزیں اس لیے استعمال نہیں کر رہے کہ اللہ نے اس کی اجازت نہیں دی' تو اس سے آپ کے اندر ایک مضبوط قوتِ ارادی کے ساتھ یہ استطاعت اور استعداد پیدا ہونی چاہیے کہ بقیہ گیارہ مہینوں میں اللہ کی حرام کردہ چیزوں اور منکرات سے بچ سکیں اور تقویٰ کی روش پر مستقیم رہیں۔ لہٰذا پورے رمضان کے روزے دراصل تقویٰ کی مشق ہے۔

عظمتِ صیام وقیامِ رمضان المبارک

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

الھدیٰ (474)

سورۃ یونس

(آیات:28تا30)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

وَیَوۡمَ نَحۡشُرُہُمۡ جَمِیۡعًا ثُمَّ نَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا مَکَانَکُمۡ اَنۡتُمۡ وَشُرَکَآؤُکُمۡ ۚ فَزَیَّلۡنَا بَیۡنَہُمۡ وَقَالَ شُرَکَآؤُہُمۡ مَّا
کُنۡتُمۡ اِیَّانَا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۸﴾ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیۡدًۢا بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ اِنۡ کُنَّا عَنۡ عِبَادَتِکُمۡ لَغٰفِلِیۡنَ ﴿۲۹﴾ ہُنَالِکَ تَبۡلُوۡا کُلُّ
نَفۡسٍ مَّاۤ اَسۡلَفَتۡ وَرُدُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ مَوۡلٰىہُمُ الۡحَقِّ وَضَلَّ عَنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۳۰﴾ؑ

’’اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ ٹھیرے رہو۔ تو ہم ان میں تفرقہ ڈال دیں گے۔ اور ان کے شریک (ان سے) کہیں گے تم ہم کو تو نہیں پوجا کرتے تھے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں ہر شخص (اپنے اعمال کی) جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے آزمائش کرلے گا اور وہ اپنے سچے مالک کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ وہ بہتان باندھا کرتے تھے سب ان سے جاتا رہے گا۔‘‘

معلوم ہوتا ہے یہاں شریکوں سے مراد اولیاء اللہ، انبیاء، فرشتے اور جن ہیں، جن کو پوجا گیا اور جن کی مورتیاں بنائی گئیں۔ ایک تو لات، مناۃ اور عزّیٰ ہیں۔ ان کا کچھ پتہ نہیں، کون تھے۔ لیکن بتوں کی اکثریت پچھلے زمانے کے اولیاء اور نیک لوگ تھے۔ لوگوں نے ان کے بت بنا لیے۔ جیسے ہمارے ہاں بھی قبریں پوجی جاتی ہیں۔ یہ ان لوگوں کے شرکاء کی بات ہو رہی ہے جو اللہ کے نیک بندے اور بزرگ ہیں۔ کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ اتنے اونچے مرتبے کے لوگوں کو اس طرح کیسے خطاب ہو جائے گا۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ خطاب کرنے والا اللہ ہے، جو خالق، مالک اور قادر ہے۔ باقی سب اُس کی مخلوق ہے۔ اسی کو حق پہنچتا ہے کہ جس طرح چاہے، جس کو چاہے خطاب کرے۔ سورۃ المائدہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ کا خطاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دیکھ لیا جائے۔ خالق تو بہر حال خالق ہے۔ اَلرَّبُّ رَبٌّ وَاِنْ تَنَزَّلْ وَالْعَبْدُ عَبْدٌ وَاِنْ تَرَقّٰی۔ اللہ کی شان تو بہت بلند ہے۔ پس اس دن اللہ اُن کے درمیان سارے رشتے منقطع کردے گا۔ اور جن کو وہ شریک سمجھ کر پوجتے تھے، وہ کہیں گے نہیں نہیں، تم ہمیں نہیں پوجتے تھے۔ گویا جن لوگوں سے آج یہ لوگ استغاثہ اور فریاد کر رہے ہیں، یہ اُس دن شرک کرنے والوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ اگر کوئی شخص شیخ عبد القادر کو پکارتا ہے یا کسی بزرگ کے مزار پر جا کر غلط حرکتیں کرتا ہے تو اس کا وبال صاحب مزار پر قطعاً نہیں ہوگا۔ وہ لوگ تو اپنی زندگیاں اچھی گزار گئے۔ وہ تو الٹا اللہ کے ہاں مقدمہ دائر کریں گے اور کہیں گے ہمارے اور تمہارے مابین گواہی دینے کے لیے اللہ کافی ہے۔ اے بدبختو! اگر تم ہماری بندگی کرتے بھی تھے تو ہمیں کچھ پتہ نہیں تھا کہ تم ہماری بندگی کر رہے ہو۔ ہم لازماً تمہاری بندگی اور عبادت سے بے خبر تھے۔ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ تم نے کیا کیا؟ تمہارے کیے کا ہم پر کوئی الزام نہیں۔ ہم تو تم سے اور جو شرک تم کرتے تھے، اُس سے بری ہیں۔ اُس دن ہر جان کو پتہ چل جائے گا کہ اُس نے کیا آگے بھیجا تھا اور وہ لوٹا دیئے جائیں گے اللہ کی طرف جو اُن کا سچا اور حقیقی مولا ہے۔ اور جو چیزیں انہوں نے خود سے گھڑ لی تھیں وہ سب ہوا ہو جائیں گی، جن کو انہوں نے سہارا سمجھ رکھا تھا وہ اُن سے گم ہو جائیں گے۔ کوئی اُن کو چھڑانے نہ آئے گا تو اُن کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ جائیں گے اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ

؎ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا، جو سنا افسانہ تھا

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

روزہ کی حالت میں جھوٹ کا نقصان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ، فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ)) (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو اس بات کی کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔‘‘

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

یکم تا 7 رمضان المبارک 1432ھ — جلد 20
2 تا 8 اگست 2011ء — شمارہ 31

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36316638-36366638 فیکس: 36271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عدلیہ حکومت محاذ آرائی

عدل کے بغیر معاشرہ بے روح انسانی جسم کی مانند ہے۔ جس طرح معروف حقائق اور انبیا و رسل کی دعوت کا انکار کرنے والوں کو اپنی ارواح کے چلتے پھرتے مزار سے تشبیہ دی گئی ہے، اِسی طرح غیر عادل معاشرہ ایک ایسے مقبرہ کی مانند ہے جس میں سچائی، اخلاقیات، محبت، اخوت اور ہمدردی دفن ہوں یا پانی کے ایسے جوہڑ کی مانند ہوتا ہے جس سے مدتوں اخراج نہ ہو رہا ہو اور وہ ماحول اور فضا کو متعفن کر رہا ہو۔ اسلام چونکہ ایک فطری دین ہے، لہٰذا ''عدل'' اُس کا کیچ ورڈ ٹھہرا۔ قرآن اور سنت کی تعلیمات کا اگر کوئی نچوڑ جاننا چاہے تو وہ ہے عدل کی راہ اختیار کرو، عدل قائم کرو اور اُس پر ڈٹ جاؤ۔ ظلم سے بچو اور اِس کے خاتمہ کے لیے جہاد کرو۔ اِسی لیے توحید پر بے پناہ اصرار کیا گیا ہے اور شرک کو ہر قیمت پر نسیاً منسیا کرنے کا حکم ہے۔ توحید کا قولی اور عملی اقرار ہی عدل کی معراج ہے، اور شرک ظلم عظیم ہے۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں بھی عدل کی وہی حیثیت ہے جو گاڑی میں انجن کی ہوتی ہے۔ عدل کے بغیر معاشرے کی گاڑی بلندی کی طرف کبھی سفر طے نہیں کر سکے گی۔ ہاں البتہ اترائی تو بند انجن والی گاڑی بھی اتر سکتی ہے۔ لہٰذا یہ گاڑی کبھی منزل نہیں پا سکتی۔ منزل تک رسائی حاصل کر لینا تو دور کی بات ہے کھائی کے سوا اِس کا کوئی دوسرا مقام نہیں ہوتا۔ کوئی مقدر نہیں ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے: ''حکومت کفر سے چل سکتی ہے، ظلم سے نہیں چل سکتی''۔ آج حکومتِ پاکستان کا اصل مطالبہ یہ ہے کہ چونکہ عوام نے اُسے چنا ہے اور وہ عوام کی نمائندہ حکومت ہے، لہٰذا وہ کرپشن کے عالمی ریکارڈ قائم کرے، بدامنی اور قتل و غارت پر خاموش تماشائی بنی رہے، مصنوعی طور پر مہنگائی پیدا کر کے عوام کی زندگی اجیرن کر دے، مسلسل لوڈ شیڈنگ سے اُنہیں تاریکیوں کا مسافر بنا دے اور ذاتی و نجی زندگی میں ''بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' کو عملی طور پر اپنا لے، کوئی اُس کا احتساب نہیں کر سکتا، کوئی اُس سے حساب نہیں مانگ سکتا اور کوئی عدالت اُنہیں طلب کرنے اور اُن سے پرسش کرنے کی مجاز نہیں۔

وہ 1973ء کا آئین جسے ہر دوسرے دن سیاست دان حکومتی ہوں یا اپوزیشن سے اُن کا تعلق ہوں اپنے سیاسی مفادات کی بھینٹ چڑھاتے رہتے ہیں (یاد رہے اب تک آئین میں اٹھارہ ترمیمی پیکیج آ چکے ہیں، جن میں سینکڑوں ذیلی ترامیم ہیں) یہ آئین چوں چوں کا مربہ بن چکا ہے۔ اور پھر بھی اُس کے تقدس کے گیت گاتے ہیں۔ لہٰذا ہماری عقل اور فہم سے بالا ہو چکا ہے۔ ہم جاننے کے باوجود نہیں جانتے کہ آئین کی موجودہ شکل میں انتظامیہ اور عدلیہ کے اختیارات کی حقیقی اور اصلی حدود کیا ہیں اور کون کس کی چراگاہ میں منہ مار رہا ہے۔ ہم تو اسلام کے عدالتی نظام کے حوالہ سے یہ جانتے ہیں کہ جب خود کسی حکمران پر رشوت، بدعنوانی یا کسی نوع کے ظلم کا الزام لگتا ہے تو اُس کی انتظامی قوت سلب ہو جاتی ہے اور اُسے سب سے پہلے عدالت میں اپنی بے گناہی ثابت کرنا ہوتی ہے۔ اُسے سب سے پہلے یہ ثابت کرنا ہوتا ہے کہ اُس کا دامن پاک صاف اور اجلا ہے۔ منصف کو مبنی برحق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اُس پر لازم ہے کہ ایک طرف ملزم کے عہدہ اور اختیارات کو یکسر نظر انداز کر کے اور دوسری طرف خود مکمل طور پر غیر جانبدار رہ کر اور ہر قسم کے تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داری نبھائے۔ پھر یہ کہ فیصلہ کرتے ہوئے کسی ذاتی رنجش یا تعلق کو قطعی طور پر بنیاد نہیں بنانا چاہیے۔

آج حکومت اور عدلیہ جس محاذ آرائی کی طرف بڑھ رہے ہیں اُس سے constitutional break down پیدا ہونے کا خطرہ جنم لے رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکمران، اپوزیشن اور تمام مقتدر حلقے کسی بھی بحران کو حل کرنے کے لیے اسلامی شریعت اور اسلام کے نظامِ عدل اجتماعی کے قریب پھٹکنے سے

خوفزدہ ہیں کہ اِس طرح وہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار لیں گے۔ کیونکہ دوسرے معاملات میں بھی اِس فطری نظام کی طرف رجوع کرنے کا مطالبہ زور پکڑ سکتا ہے اور وہ یہ رِسک لینے کو تیار نہیں اور یہی ہماری ذلت و رسوائی اور ہمہ گیر زوال کا باعث ہے۔ بہرحال ہر معاملے میں اپنے مغربی آقاؤں کی نقالی کرنے والے اِس حوالہ سے مغرب کی طرف بھی دیکھیں تو وہاں بھی رسمِ دنیا یہ ہے کہ جس کسی منصب دار پر الزام لگتا ہے وہ فوراً استعفادے کر الگ ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو کٹہرے میں کھڑا کر دیتا ہے۔ لیکن ہمارے حکمرانوں نے تو شروع ہی سے میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو کا سبق پڑھا ہوا ہے۔ ہماری مصیبت یہ ہے کہ حکومت عدلیہ محاذ آرائی ہو یا قومی سطح پر کوئی اور مسئلہ سر اُٹھائے، ہم چاہتے ہیں کہ یہ فوری طور پر حل ہو جائے۔ چاہے اس کے لیے وقتی، ہنگامی، عارضی اور سرسری سطح کے اقدام کیے جائیں یعنی اُن کی سوچ ڈنگ ٹپاؤ بن چکی ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ایک مسئلہ حل ہو یا نہ ہو دو اور مسائل جنم لے لیتے ہیں۔ ہمارے حکمران اپنا آج سنوارنے کے چکر میں رہتے ہیں اور کل کی اُنہیں کوئی فکر نہیں۔ ہم اصرار سے اُنہیں انتباہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ کل اسلام سے وابستہ ہے۔ فیوچر صرف فطری نظام کا ہے۔ یورپ معاشرتی، سماجی اور ثقافتی لحاظ سے دیوالیہ ہو چکا ہے۔ وہاں گھر اور گھریلو زندگی کا تصور مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ امریکہ کو اضافی طور پر معاشی دیوالیہ پن کا بھی سامنا ہے اور ہم ٹھہرے اُن کے نقال، لیکن نقالی بھی صحیح طور پر نہیں کر رہے لہٰذا تباہی و بربادی کی طرف ہم سب سے زیادہ تیز رفتاری سے گامزن ہیں۔

اگرچہ درج بالا سطور میں عدلیہ حکومت جنگ کے حوالہ سے ہم 73ء کے آئین سے اپنی کسی قدر ناواقفیت کا اظہار کر چکے ہیں لیکن قارئین لازماً چاہیں گے کہ وہ جان سکیں اِس محاذ آرائی میں پاکستان کے آئین کو سامنے رکھتے ہوئے کون زیادتی کر رہا ہے۔ ہماری دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ اِس میں اگرچہ عدلیہ کا کچھ نہ کچھ تجاوز نظر آتا ہے، لیکن حکومت صریحاً غلطی اور زیادتی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ عدلیہ کے تجاوز کی بھی تاویل کی جاسکتی ہے۔ وہ یوں کہ حکومت اگر مجرموں کی پشت پناہی کے ساتھ ساتھ خود جرائم کا ارتکاب شروع کر دے تو تحقیق اور تفتیش کس طرح ہوگی۔ استغاثہ ملزمان کا طرفدار ہو جائے گا تو عدالت اُنہیں کیفرِ کردار تک کیسے پہنچا سکے گی۔ لہٰذا عدالت کی مجبوری ہے کہ وہ ایسے افسران کے تقرر پر اصرار کرے جو اچھی شہرت رکھتے ہوں۔ بہرحال یہ ایک آئینی مسئلہ ہے۔ باطل نظاموں میں ایسی پیچیدگیاں اہتمام سے موجود ہوتی ہیں، تاکہ وقت اور حالات کے مطابق اُنہیں استعمال کیا جاسکے۔ ہم حتمی رائے کے حوالہ سے اپنی اُس بات کا اعادہ کریں گے کہ ضرورت ہاتھ نہیں نظام بدلنے کی ہے۔

پریس ریلیز: 29 جولائی 2011ء

کرپشن اور بدعنوانی کے الزامات پر حکمرانوں کو اپنے عہدوں سے استعفادے کر عدالتی کارروائی کا سامنا کرنا چاہیے

عدل اسلام کی بنیادی قدر ہے جسے قائم کرنا مسلمانوں کا فرض ہے

حافظ عاکف سعید

ماہِ رمضان نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ اس میں روحانی قوت حاصل کر کے اسلام دشمن قوتوں سے ٹکرانا ہوگا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام کے نظام عدلِ اجتماعی کو اپنائے بغیر ہم دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں اور نہ اُخروی فلاح حاصل کر سکتے ہیں۔ حکومت اور عدلیہ کی بڑھتی ہوئی محاذ آرائی پر تبصرہ کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ اصولی طور پر جب حکمرانوں پر کرپشن اور بدعنوانی کے الزامات عائد ہوں تو انہیں اپنے عہدوں سے استعفادے کر عدالتی کارروائی کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنی بے گناہی کا ثبوت فراہم کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے کہا کہ پے در پے الزامات کے باوجود صدر اور وزیر اعظم کا اپنے عہدوں پر براجمان رہنا عدالتی کارروائی کو بے معنی بنا دے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ جب استغاثہ ملزموں کی طرف داری کرے گا تو عدالت اُنہیں کیفر کردار تک کیسے پہنچا سکے گی۔ اُنہوں نے کہا کہ عدل اسلام کی بنیادی قدر ہے جسے قائم کرنا مسلمانوں کا فرض ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان)

تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (حدیث)

رمضان المبارک کے موقع پر مکتبہ خدام القرآن لاہور کی خصوصی پیشکش

بیان القرآن CDs

2-CDs میں قرآن مجید کا مکمل ترجمہ اور مختصر تشریح

MP3

مقرر:
ڈاکٹر اسرار احمد
بانی تنظیم اسلامی و صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

صرف 30 روپے میں

رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر "اپنوں" کو
بیان القرآن CDs
کا بہترین تحفہ دیجیے

لاہور کے لیے کوریئر چارجز 40 روپے (کل 70 روپے فی سیٹ ارسال کریں)
بیرون لاہور کے لیے کوریئر چارجز 70 روپے (کل 100 روپے فی سیٹ ارسال کریں)

نوٹ: یہ پیشکش صرف عید الفطر تک ہے (اسٹاک محدود ہے)

مکتبہ خدام القرآن قرآن اکیڈمی، K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501 (42-92) ای میل: maktaba@tanzeem.org

نظامِ خلافت کی روحانی برکات

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں
امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 15 جولائی 2011ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ النور کی آیات 55 تا 57 کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

حضرات! پچھلے چند اجتماعاتِ جمعہ میں نظامِ خلافت کے حوالے سے گفتگو ہو رہی ہے۔ خلافت کے بہت سے پہلو زیرِ بحث آ چکے ہیں۔ مثلاً اسلام کا تصورِ خلافت کیا ہے؟ اور یہ ملوکیت و جمہوریت سے کیونکر مختلف ہے۔ انسان اس زمین پر اللہ کا نائب ہے۔ اللہ کے نائب کی حیثیت سے اللہ کے قانون و دستور کو اللہ کی زمین پر قائم اور نافذ کرنا خلافت ہے۔ انسان حاکم نہیں ہے۔ حاکم اللہ ہے اور اس نے ہمیں نیابت دی ہے۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ اُس کے دیئے گئے قانونِ شریعت کو نافذ کریں۔ اگر کوئی صاحبِ امر اللہ کے نظام کی بجائے لوگوں پر اپنا نظام مسلط کرتا ہے تو اُس کی یہ روش نیابت نہیں، بغاوت ہے۔ پھر یہ موضوع بھی زیرِ گفتگو آیا کہ نظامِ خلافت کے نتیجے میں جو معاشرہ وجود میں آتا ہے، اس کے اہم خدوخال کیا ہوتے ہیں۔ کیا خلافت یہ ہے کہ چند شرعی سزائیں نافذ کر دی جائیں اور بس، جیسا کہ ایک تصور پایا جاتا ہے۔ ظاہر ہے، ایسا نہیں ہے۔ نظامِ خلافت اصل میں اللہ کے دیئے ہوئے نظامِ عدلِ اجتماعی کو قائم کرنا ہے۔ جب یہ نظام قائم ہوتا ہے تو لوگوں کو ہر سطح پر عدل و انصاف میسر آتا ہے۔ سماجی سطح پر کوئی اونچا، کوئی نیچا نہیں رہتا۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہو جاتے ہیں۔ معاشی میدان میں سب لوگوں کو وسائل سے استفادہ کے یکساں مواقع ملتے ہیں۔ یہی وہ عادلانہ نظام تھا جو اعلیٰ ترین شکل میں دورِ خلافتِ راشدہ میں قائم ہوا۔ اس نظام سے نوعِ انسانی کو مادی فوائد بھی حاصل ہوئے اور حقوق بھی ملے۔ اس سے پہلے حقوقِ انسانی کا کوئی تصور ہی نہیں تھا۔ حقوق کا تصور اسلام نے دیا ہے۔ اسلام نے ہر انسان کی جان، مال، عزت و آبرو محترم قرار دی، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ پھر اسی تصورِ حقوقِ انسانی کی بنیاد پر کفالتِ عامہ کا وہ تصور سامنے آیا، جس کے تحت ریاست میں بسنے والے تمام شہریوں کی بنیادی ضروریات کی فراہمی ریاست کے ذمے قرار پائی۔ آج آپ نظامِ خلافت کا تقابل اپنے ملک پر مسلط ظالمانہ نظام سے کیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ جو چیزیں خلافت نے انسان کو عطا کیں اُن میں سے ایک بھی یہاں موجود نہیں ہے۔ خلافت میں جان، مال، عزت آبرو کا تحفظ اور بنیادی ضروریات کی فراہمی کی ذمہ داری ریاست لیتی ہے۔ آج آپ کی حکومت آپ کی کسی شے کی ذمہ دار نہیں ہے۔ صحت، علاج معالجہ، انصاف، تحفظ جان و مال، تحفظ عزت آبرو، اِن میں کوئی چیز بھی عملاً ریاست کی ذمہ داری نہیں۔ ہر چیز کا انتظام شہری خود کریں۔ یہاں تک اپنی سیکیورٹی کا بھی خود ہی بندوبست کریں۔ اس نظام میں جن کو محافظ بنایا جاتا ہے (یعنی پولیس) وہ سب سے بڑے ڈاکو ہیں۔ تعلیم بھی وہ لوگ حاصل کریں جو مالدار ہوں۔ عام آدمی کے لیے تعلیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ہے وہ نظام جس کا ہم تحفظ کرنا چاہتے ہیں کہ کہیں اس نظام پر آنچ نہ آئے اور اس کی جگہ خلافت کا نظام قائم نہ ہو جائے۔ بش اینڈ کمپنی کو بھی یہی خطرہ تھا اور ہے۔

جب خلافت کا نظام قائم ہوا تو انسانوں کو عدل و انصاف میسر آیا، معاشی بے انصافی کے دروازے بند ہو گئے۔ سرمائے کا ارتکاز ختم ہو گیا اور قومی وسائل اور قومی سرمایہ سے استفادہ کے سب کو یکساں مواقع ملے۔ اس کے نتیجے میں ایک عام خوشحالی پیدا ہوئی۔ یہ دورِ خلافت کے وہ ثمرات ہیں جو مادی ہیں۔ اس نظام کے کچھ روحانی فوائد بھی ہیں۔ آج مجھے انہی پر گفتگو کرنی ہے۔

خلافت کے قیام سے وہ ساری چیزیں جن کا میں نے تذکرہ کیا انسانوں کو میسر آتی ہیں، لیکن اس کے ساتھ اُنہیں کچھ چیزوں سے محروم بھی ہونا پڑتا ہے۔ وہ چیزیں کیا ہیں؟ خلافت کے آنے سے لوگوں پر کچھ پابندیاں عائد ہوں گی۔ مثلاً یہ بات ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی کہ اسلامی معاشرے میں کوئی فرد یا ادارہ فحاشی و عریانی کو فروغ دے۔ زنا کے راستوں پر دور دور تک قدغنیں لگائی جائیں گی۔ اِن کا سدِّ باب کیا جائے گا۔ اِسی طرح سود، جوئے اور سٹے کے ذریعے سے ارتکازِ دولت کی گنجائش نہیں ہوگی۔ انسان میں موجود حیوانی اوصاف اور ان کے حوالے سے مرغوب چیزوں پر بھی قدغنیں لگیں گی، تاکہ حیوانیت ترقی نہ کرے، بلکہ انسان میں جوہرِ انسانیت فروغ پائے۔ ایک چھوٹی سی مثال دوں گا۔ مجھے اس کا تجربہ ہماری برابر کی سرزمین افغانستان میں ہوا ہے۔ وہاں ہمارے طالبان بھائیوں نے شریعت نافذ کی۔ عالمِ کفر کے نزدیک یہ اُن کا بہت بڑا جرم تھا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ شریعت کا نفاذ اصل میں نظامِ خلافت کے قیام کی تمہید ہے۔ میں نے افغانستان کا دورہ

کیا، پشاور سے طورخم کے رستے جلال آباد، پھر وہاں سے کابل اور پھر قندھار گیا۔ اس پورے عرصے میں جب سے میں افغانستان میں داخل ہوا، نہ تو موسیقی کی آواز میرے کان میں پڑی، اور نہ ہی میں نے کسی غیر محرم خاتون کو دیکھا۔ وہاں مجھے جن ذمہ داران سے بھی ملاقات کا موقع ملتا، میں ان کے سامنے اپنا یہ احساس رکھتا تھا کہ یہاں آ کر میں محسوس کر رہا ہوں کہ یہ میرا اصل گھر ہے۔ اب اگر ان چیزوں کے ہم رسیا ہو گئے ہیں اور ان کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہو سکتا تو یہ ہمارا مسئلہ ہے، لیکن شریعت اِس کی ہرگز اجازت نہیں دیتی۔ یہ حیوانیت کی طرف لے جانے والی شے ہے۔ نظامِ خلافت میں اس کا سدباب ہوگا۔ آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ کو کون سی چیزیں چاہئیں: امن و امان، عدل و انصاف، سماجی مساوات، معاشی عدل، بنیادی حقوق اور احترامِ آدمیت یا پھر منکرات ولغویات؟ ان منکرات اور لغویات کے لیے نظامِ خلافت میں کوئی گنجائش نہیں۔ انسان کا معاملہ یہ ہے کہ اس میں حیوانیت بھی ہے اور روحِ ملکوتی بھی ہے۔ اسی کی بنا پر وہ فرشتوں سے بھی افضل ہے۔ اب ہم کو یہ طے کرنا ہے کہ ہمیں کس کی طرف توجہ دینی ہے۔ اپنی روحانی شخصیت کو ترقی دینی ہے یا حیوانیت کی طرف جانا ہے۔ نظامِ خلافت قائم ہوگا تو شیطنت اور حیوانیت کی طرف جانے والے راستے ممکنہ حد تک بند کر دیے جائیں گے۔ افراد کی فیملی لائف میں تو کوئی مداخلت نہ ہوگی۔ لیکن گھر کے باہر اگر کوئی شخص پکڑا گیا تو اُس کے لیے حد درجہ سخت سزا ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کے لیے مسلمان بن کر رہنا آسان ہو جائے گا۔ آج ہم مسلمان ہیں۔ لیکن اس ملک میں مسلمان بن کر رہنا انتہائی مشکل بنا دیا گیا ہے۔ خلافت کے قیام سے غیر مسلموں کے لیے بھی راہِ حق کی طرف جانا، حقیقت کو پہچاننا، اور اسلام قبول کر کے اپنے لیے اُخروی کامیابی کا راستہ ہموار کرنا آسان ہو جائے گا۔ یہ شے آپ کو کسی اور نظام میں نہیں ملے گی۔ آج کل کی دنیا میں بڑے بڑے نظام چل رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ سکنڈے نیوین ریاستوں میں ویلفیئر کا عمدہ نظام ہے۔ ٹھیک ہے، یہ نظام لوگوں کو ایک حد تک مادی سہولیات ضرور مہیا کرتا ہے، لیکن کیا اس سے جوہرِ انسانیت کو بھی ترقی ملتی ہے۔ ظاہر ہے اِس کا جواب نفی میں ہے۔ اس لیے کہ وہاں بے حجابی، بے حیائی، جنسی انارکی، فحاشی و عریانی اور شیطنت اپنی انتہاؤں کو چھو رہی ہے۔ اِس حوالے سے خلافت اور دنیا کے مروجہ ویلفیئر نظاموں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہمیں یہ حقیقت پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ نوعِ انسانی کا اصل مسئلہ دنیا نہیں، آخرت ہے۔ اُس کی اصل کامیابی اور فلاح و بہبود آخرت کی کامیابی اور بہبود ہے۔ یہ نظامِ خلافت ہی کی خاصیت ہے کہ وہ دنیا میں عدل و انصاف اور ان ساری خوشحالیوں کے ساتھ ساتھ انسان کے اہم ترین مسئلہ — اُخروی کامیابی — کے لیے راستہ ہموار کرتا ہے۔ اِس لیے کہ نظامِ خلافت جب کسی معاشرے میں قائم ہو تو ہر سطح پر شرک کی بیخ کنی کی جاتی ہے، اس کی جڑیں کھود دی جاتی ہیں۔ جس سے توحید کا سیدھا راستہ صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ پھر یہ کہ جب سماجی اور معاشی سطح پر انصاف میسر آتا ہے تو انسان نفسیاتی اعتبار سے ایک نارمل انسانی زندگی گزارنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ورنہ معاشی محرومی اور سماجی بے انصافی اُسے ابنارمل بنا دیتی ہیں۔ یہ دونوں چیزیں آدمی کو ابنارمل بنانے میں سب سے بڑھ کر کردار ادا کرتی ہیں۔ آدمی پر ظلم ہو اور اسے انصاف نہ ملے تو اُس کی نفسیاتی کیفیت نارمل نہیں رہ سکتی۔ پتا ہو کہ حق پر ہم ہیں لیکن مخالفین کے ہاتھ لمبے ہیں، لہٰذا ہم خواہ کچھ بھی کر لیں بالآخر سارا نزلہ ہم ہی پر گرنا ہے اور وہ چھوٹ جائیں گے، تو کیا یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ جن کے ساتھ بے انصافی ہوگی وہ ذہنی لحاظ سے نارمل رہیں گے؟ ہرگز نہیں، بلکہ وہ تو انتقام کی آگ میں جل رہے ہوں گے۔ اور یہی اس وقت ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ ہم امریکہ کی صف میں کھڑے ہو کر امریکہ کی جنگ لڑ رہے ہیں اور اپنے لوگوں کو اپنی ہی فوج کے ہاتھوں مروا رہے ہیں۔ ذرا سوچیے، جہاں جہاں یہ ظلم ہو رہا ہے، وہاں کے لوگوں کی ذہنی اور نفسیاتی کیفیت کیا ہوگی۔ آپ نے دیکھا کہ کراچی میں ایک شخص کو رینجرز کے ہاتھوں مارا گیا ہے، تو اس پر پوری قوم بلبلا اُٹھی، حالانکہ اس طرح کے ہزار ہا واقعات ہمارے قبائلی علاقوں اور سوات وغیرہ میں ہوئے ہیں، مگر انہیں ہائی لائٹ نہیں کیا گیا، اس لیے ہمیں اِن کا احساس ہی نہیں۔ مگر جن لوگوں نے وہ دلدوز مناظر دیکھے اور جن کے رشتہ دار اِس آپریشن میں جاں بحق ہوئے ہیں، ان کی کیفیت کیا ہوگی، اس کا آپ اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ انسان کے لیے نفسیاتی اعتبار سے نارمل رہنا تبھی ممکن ہوتا ہے جب عدل و انصاف ہو۔ تب ہی وہ حق کو بھی پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ خلافت کے مثالی عدل و انصاف کی فضا میں غیر مسلموں کے لیے بھی یہ بہت آسان ہوگا کہ وہ اسلام کا مطالعہ کریں اور اسلام کی برکات دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوں۔ پھر کوئی شے اُن کے قبولِ حق میں رکاوٹ نہیں بنے گی۔ پھر کسی تبلیغی وفد کو بھیجنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ عہدِ نبویؐ اور دورِ صحابہؓ میں یہی ہوا تھا کہ لوگ اسلام کی برکات دیکھ کر گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اندازہ کیجیے، آنحضور ﷺ مکہ میں 13 برس تک دعوت دیتے رہے۔ اس کے نتیجے میں بمشکل دو سو افراد ایمان لائے تھے، مگر جب آپؐ نے نظام قائم کر کے دکھا دیا تو لاکھوں کروڑوں لوگ چند سالوں میں ایمان لے آئے۔ نوعِ انسانی کا اصل مفاد اِسی میں ہے کہ وہ دین قائم ہو، تب ان کی دنیا بھی سدھرے گی اور آخرت کے لیے بھی راستہ ہموار ہوگا۔ اور یہی آپؐ کی رحمۃ للعالمین ہونے کی شان ہے۔ آج بھی جس بات کی اولین ضرورت ہے وہ یہ کہ آپؐ کا لایا ہوا نظام قائم کیا جائے۔

قرآن حکیم میں خلافت کے قیام کی بشارت دی گئی اور یہ بشارت نبی اکرم ﷺ کو اس وقت دی گئی تھی جب آپؐ اس نظام کے قیام کی جدوجہد کر رہے تھے۔ سورۂ نور میں فرمایا گیا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْـــًٔـا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾﴾

"جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے، ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں خلافت دے گا، جیسا ان سے پہلے لوگوں کو دی تھی۔ اور ان کے دین کو جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے مستحکم و پائیدار کرے گا اور خوف کے بعد ان کو امن بخشے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد کفر کرے تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔"

اللہ نے اہلِ ایمان سے غلبہ و استخلاف کا وعدہ فرمایا ہے۔ لیکن یہ وعدہ اُن لوگوں سے ہے جو فی الواقع صاحبِ ایمان ہوں گے۔ یہ نہ ہو کہ وہ مسلمان تو ہوں مگر جب عملی تقاضے سامنے آئیں، جان و مال کی قربانی کا مطالبہ ہو تو وہ پیچھے ہٹ جائیں، جیسا کہ مدینہ میں منافقین کا طرزِ عمل تھا۔ دوسرے یہ کہ وہ نیک کام کریں، غلبۂ اسلام کے مشن میں اپنے اوقات اور صلاحیتیں لگا دیں۔ ایسے لوگوں کو اِسی طرح خلافت ملے گی جیسے اُن

سے پہلے لوگوں کو ملی تھی اور اللہ اُن کے دین کو تمکن و استحکام عطا کر دے گا۔ یہ دین قائم ہوگا تب ہی وہ ''دین'' ہوگا، ورنہ تو یہی کہا جائے گا کہ جیسے افلاطون کی خیالی ریاست کا معاملہ ہے، (نعوذ باللہ) اسلام بھی کتابوں میں لکھا ہوا نظام ہے۔ یاد رہے کہ مسلمانوں کو خلافت دیئے جانے کا مطلب یہ نہیں کہ اُن کو حکومت اور اقتدار ملے بلکہ اس سے مراد اللہ کے قانون کی حکمرانی ہے۔ وہ اللہ کے دین وشریعت کو قائم کریں۔ تیسری بات یہ ہوگی کہ اللہ اہل ایمان کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا۔ مدینہ میں رہتے ہوئے اکثر بیرونی حملوں کا اندیشہ رہتا تھا۔ غلبۂ اسلام سے صورتحال بدل گئی۔ اس کی پیشین گوئی آپؐ نے مکی دور میں ہی فرمادی تھی، جب مسلمان سخت اذیت سے گزر رہے تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا تھا: ''اللہ کی قسم ایک وقت آ کر رہے گا جب مکہ سے صنعاء (یعنی یمن) تک زیورات سے لدی پھندی ایک خاتون سفر کرے گی اور اسے سوائے اللہ کے کسی اور کا ڈر نہ ہوگا''۔ اب بھی یہی ہوگا۔ اسلام غالب آئے گا تو صحیح معنوں میں امن وامان قائم ہوگا۔ امن وامان قائم ہی تب ہوتا ہے جب عدل وانصاف ہو، لوگوں کو حقوق مل رہے ہوں، لوگ نفسیاتی اعتبار سے نارمل ہوں۔ چوتھی بات یہ کہ جب نفاذ و قیام اسلام کے نتیجے میں ایسی خوش کن فضا قائم ہو جائے گی تو پھر لوگ صرف اللہ ہی کی بندگی کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اس کا ایک ظاہری مفہوم بھی ہے کہ جو لوگ اللہ کے دین کو قائم کریں گے وہ صرف اللہ ہی کی بندگی کرنے والے ہوں گے، کسی اور کے آگے سر جھکانے والے نہیں ہوں گے۔ وہ کسی قسم کے شرک میں ملوث نہیں ہوں گے۔ انہی الفاظ سے والد محترمؒ یہ بھی اخذ کرتے تھے کہ جب وہ نظام قائم ہوگا تو پھر بندگی اللہ ہی کی ہوگی۔ ہر قسم کے شرک کا خاتمہ ہو جائے گا۔ جب تک نظام اسلام قائم نہیں ہوتا، جب تک دنیا میں طاغوت کی حکمرانی ہوتی ہے، اُس وقت تک پوری طرح بندگی نہیں ہوسکتی۔ ایک شخص اپنی ذات میں ایک اللہ کو پکارتا رہے، مگر جب تک وہ طاغوت کے تحت رہ رہا ہے، اُس کی بندگی ناقص ہے۔ بندگی کامل تب ہو سکے گی جب اجتماعی سطح پر نظام بھی اللہ ہی کا ہوگا، جب عدالتوں میں فیصلے اللہ کے قانون کے مطابق ہوں گے، جب ریاستی اور حکومتی معاملات اللہ کے دیئے ہوئے قانون اور نظام کے تحت طے ہوں گے۔ آیت کے آخر میں یہ تنبیہہ بھی فرمادی کہ اِس نظام حق کے آجانے کے بعد بھی جو شخص کفر کرے، اللہ کے نظام کے غلبہ کے بعد بھی کسی اور نظام کا طلب گار رہے، تو ایسے ہی لوگ ہیں جو فاسق ہیں، باغی ہیں۔

اگلی آیات ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٥٧﴾﴾ (النور)

''اور نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور (اللہ) کے پیغمبر کے فرمان پر چلتے رہو، تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔ (اور) ایسا خیال نہ کرنا کہ کافر لوگ (ہم کو) زمین میں مغلوب کر دیں گے۔ (یہ جا ہی کہاں سکتے ہیں) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔''

خلافت کی خوشخبری کے بعد اقامت صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ اور اطاعتِ رسولؐ کا حکم دیا جا رہا ہے۔ گویا بتادیا کہ خلافت تب ملے گی جب لوگ ایمان اور عمل صالح کے تقاضے پورے کریں گے اور ہر معاملے میں اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے۔ دین کو قائم کرنے کے معاملے میں بھی آپؐ کی پیروی کریں گے۔ جو مشن اللہ کے رسولؐ کا ہے، اسی مشن کو آگے بڑھائیں گے اور اسی کو اختیار کریں گے، تب ہی وہ اللہ کی رحمت کے مستحق ٹھہریں گے۔ دوسری آیت میں اہل ایمان کو تسلی دی جا رہی ہے کہ تم ہرگز یہ خیال نہ کرنا کہ یہ کافر زمین میں اللہ کو شکست دے سکیں گے۔ کافروں کو عذاب جہنم کا سامنا تو کرنا پڑے گا ہی، بالآخر دنیا میں بھی شکست انہی کا مقدر ہوگی، خواہ اس وقت اہل حق پر کتنی ہی سخت آزمائشیں آئیں۔ ابتدائے اسلام کے وقت دنیا میں دو سپر پاورز تھیں: سلطنت روما اور سلطنت ایران۔ اور اِن سے بھی پہلے خود جزیرہ نمائے عرب کے اندر قریش، یہود اور بے شمار مشرک جنگجو قبائل تھے جیسے بنو ثقیف، ہوازن وغیرہ۔ مسلمانوں کو ان سب طاقتوں کی مخالفت کا سامنا تھا۔ یہ سب کے سب اسلام دشمن تھے۔ فرمایا، یہ نہ سمجھنا کہ یہ کافر اللہ کو شکست دے سکیں گے۔ یہ اللہ کے قابو سے باہر ہرگز نہیں ہیں۔ آج کے دور میں کافروں کا امام امریکہ ہے، جو سارے عالم کفر کو اکٹھا کر کے افغانستان پر حملہ آور ہوا ہے۔ اُس کا انجام بھی سب کے سامنے ہے۔ اپنے اتحادی لشکر، تمام تر وحشیانہ جنگی کارروائیوں، درندگی اور بہیمیت کے باوجود طالبان کے سرفروشی کے ہاتھوں اُس کا جو حال ہو چکا ہے، وہ دنیا بھر کے کفار کے لیے نمونۂ عبرت ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ طالبان کے ہاتھوں شکست خوردہ امریکہ نے تو ہمیں گن پوائنٹ پر رکھا ہوا ہے، وہ ہماری تباہی و بربادی کے درپے ہے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ؎

ہم کو ان سے وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے؟

ہم میں امریکہ کے آگے کھڑے ہونے کی جرأت ہی نہیں، اِس لیے کہ ہم بکے ہوئے ہیں۔ ہم نے ذہنی، معاشی اور عسکری ہر اعتبار سے اُس کی غلامی کا قلادہ اپنی گردنوں میں ڈال رکھا ہے۔ پھر اُس کے آگے کیونکر کھڑے ہو سکتے ہیں۔

احادیث نبویہ میں بھی قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر نظام خلافت علی منہاج النبوۃ کے قیام کی بشارتیں آئی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کے نتیجے میں عہد خلافت راشدہ میں 25 برس کے اندر اندر یہ نظام تین براعظموں پر پھیل چکا تھا، بعد ازاں مسلمان ایمان وجہاد کے حوالے سے کمزور اور دنیا کی طرف مائل ہوتے چلے گئے۔ بہرحال حضور ﷺ کا مشن اتمامی شان کے ساتھ تب پورا ہوگا جب کل روئے ارضی پر اللہ کا دین، نظام خلافت قائم ہوگا۔ یہ آپؐ کی ختم نبوت کا بھی تقاضا ہے کہ پوری زمین پر اللہ کا نظام قائم ہو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت صرف اہل عرب کے لیے نہیں تھی، پوری نوع انسانی کے لیے ہے۔ آپؐ کی اُمت دعوت میں تمام نوع انسانی شامل ہے۔ لہٰذا آپؐ کا مشن غلبۂ دین حق تب پورا ہوگا جب پورے گلوب پر اللہ کا دین قائم ہو۔ اور یہ ہونا ہے۔ اِس کی بشارتیں موجود ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے پوری زمین کو سکیڑ دیا۔ میں نے اس کے تمام مشرق اور مغرب دیکھ لیے اور میری اُمت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھے دکھا دیئے گئے۔'' بعض اور احادیث میں بھی غلبۂ اسلام کی واضح بشارت ہے۔

اللہ کا دین تو غالب ہونا ہے۔ ہمارے لیے سوچنے کی بات یہ ہے کہ اِس کے غلبے کی جدوجہد میں ہم کتنا حصہ ڈال رہے ہیں۔ آیا ہم اِس کے لیے کوشش کر رہے ہیں یا نہیں؟ ہماری جدوجہد اس نظام خلافت کے قیام کے لیے ہے یا باطل نظام کے تحفظ کے لیے؟ یہ فیصلہ ہمیں کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

☆☆☆

رمضان کی تیاری......لائحہ عمل

ضمیر اختر خان

رمضان کے بابرکت مہینے کا آغاز ہو چکا ہے۔ اسلامی مہینوں میں اس مہینے کو خصوصی اہمیت و فضیلت حاصل ہے، اس لیے کہ یہ صیام اور قرآن کا مہینہ ہے۔ اس مہینے کے لیے خصوصی اہتمام اور تیاری کی ضرورت ہے۔ نبی کریم ﷺ تو رجب کا چاند دیکھتے ہی رمضان کی تیاری کا آغاز فرما دیتے تھے۔ ایک دعا کا اس ضمن میں ذکر ملتا ہے۔ آپ بارگاہ رب العزت میں عرض کرتے تھے:((اللھم بارك لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان)) ''اے اللہ، ہمارے لیے رجب و شعبان کو بابرکت بنائیے اور ہمیں رمضان تک (بخیر و عافیت) پہنچائیے۔'' رمضان المبارک کی تیاری کے حوالے سے نبی ﷺ نصف شعبان تک تسلسل سے روزے رکھتے تھے۔ رمضان کے علاوہ سب سے زیادہ روزے آپؐ شعبان میں ہی رکھتے تھے، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپؐ رمضان کے لیے بھرپور تیاری فرماتے تھے۔ شعبان کی آخری تاریخ کو آپؐ نے ایک جامع خطبہ ارشاد فرمایا تھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے رمضان المبارک کا شایان شان استقبال کیا۔ نبی ﷺ کی پیروی میں ہمیں بھی رمضان کی بھرپور طریقے سے تیاری کرنی چاہیے۔ اس سال رمضان گرمی میں آرہا ہے۔ بجلی کا بحران ہے۔ مہنگائی کا طوفان بھی ہے۔ مشکلات ہوں گی۔ ایسے میں صبر و استقامت کی اشد ضرورت ہوگی۔ اور رمضان تو ہے ہی شھر الصبر یعنی صبر کا مہینہ۔ اہل ایمان مشکلات سے گھبرایا نہیں کرتے، بلکہ مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہیں۔ نیک عمل کی ادائیگی آسان حالات میں ہو، تب بھی اجر ملتا ہے اور اگر اس میں مشکلات ہوں تو اجر اور زیادہ ملتا ہے۔ سورۃ الحدید کی آیت نمبر 10 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ﴾

''جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی وہ (اور جس نے یہ کام پیچھے کیے وہ) برابر نہیں ہیں۔ ان کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور قتال کیا۔ اور اللہ نے سب سے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔''

اعتکاف اور لیلۃ القدر کی تلاش کے علاوہ رمضان کا پروگرام دو بڑے اعمال پر مشتمل ہے۔ ایک دن کا فرض روزہ اور دوسرا رات کا قیام (تراویح)، جو فرض تو نہیں ہے بلکہ سنت ہے مگر اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو یکجا بیان فرمایا ہے اور دونوں کے اجر کو بھی اللہ کے ہاں یکساں مقرر فرمایا ہے۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کا ہی کام ہے کہ وہ کسی فرض و سنت کو اہمیت و اجر کے اعتبار سے مساوی قرار دے سکتے ہیں۔ اب وہ احادیث ملاحظہ کیجیے، جن میں نبی کریم ﷺ نے دن کے روزے اور رات کے قیام کا ایک ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ پہلی متفق علیہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))

''جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے، اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن پڑھنے، سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور خود احتسابی کی کیفیت کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے۔''

دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

((اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ، یَقُوْلُ الصِّیَامُ، اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ، وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ))

(رواہ احمد الطبرانی والبیھقی)

''روزہ اور قرآن بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا، پروردگار! میں نے تیرے اس بندے کو دن کے وقت کھانے پینے سے اور اپنی خواہشات نفس پوری کرنے سے روکے رکھا، تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، (پروردگار!) میں نے تیرے اس بندے کو رات کے وقت سونے سے روکے رکھا، تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

ان دونوں احادیث سے رمضان کے دو آتشہ پروگرام کی وضاحت ہوتی ہے۔ ہمارے ہاں رمضان کے فرض روزوں کی اللہ کے فضل و کرم سے اہمیت اہل ایمان پر واضح ہے۔ چنانچہ ماشاءاللہ لوگوں کی اکثریت روزوں کا اہتمام کرتی ہے، مگر رات کے قیام کی اہمیت و فضیلت اکثر و بیشتر لوگوں پر اس درجہ واضح نہیں ہے جتنی کہ متذکرہ بالا احادیث میں بیان کی گئی ہے۔ رمضان کی فضیلت کا اصل پہلو نزول قرآن کی نسبت سے ہے۔ چنانچہ ایک طرف قرآن میں فرمایا گیا۔

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ﴾

(البقرۃ:185)

''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

دوسری طرف نبی اکرم ﷺ نے رمضان کو ''شھر القرآن'' سے تعبیر فرمایا۔ خود آپؐ کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان میں نازل شدہ قرآن کا حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ دور فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ سناتے تھے اور جبریل سامع کی حیثیت سے قرآن سنتے تھے اور دوسری دفعہ جبریلؑ سناتے تھے اور حضور ﷺ بطور سامع قرآن سماعت فرماتے تھے۔ آپؐ کی دنیوی حیات طیبہ کا جو آخری رمضان تھا، اس میں دو دو بار یہ عمل دہرایا گیا۔ گویا چار مرتبہ ایک ہی رمضان میں ختم القرآن کیا گیا۔ نبی ﷺ کے اس عمل کی مقبولیت کا یہ اثر ہے کہ ہر سال رمضان میں کروڑوں کی تعداد میں حفاظ کرام ختم القرآن کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

اس عمل کو زیادہ مؤثر بنانے کے لیے ہمارے

ملک میں دورۂ ترجمہ قرآن کا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کو اللہ نے توفیق خاص سے نوازا تھا۔ وہ نماز تراویح کے ساتھ دو تہائی سے زیادہ رات قرآن مجید کے بیان میں صرف کرتے تھے۔ عربی سے ناواقفیت کی بنا پر جو اثر قرآن کا دلوں پر ہونا چاہیے، اس کو عام لوگ محسوس نہیں کر سکتے، اسی لیے علمائے کرام نے روزانہ کی تراویح میں پڑھے جانے والے حصے کا خلاصہ بیان کرنے کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔ اس حوالے سے متعدد خلاصے تیار ہو چکے ہیں۔ ان میں مولانا اسلم شیخوپوری کا خلاصۃ القرآن بہت مفید ہے۔ حفاظ خود یا مسجد کے خطیب صاحب روزانہ تراویح سے پہلے اس کو پڑھ کر سنا دیں تو ان شاء اللہ اس کے بڑے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ حفاظ کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ ترتیل القرآن کا حق ادا کریں۔ عام مشاہدہ یہ ہے کہ حفاظ بہت سرعت سے تلاوت کرتے ہیں، جس سے قرآن کے مفاہیم کے خلط ملط ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اکثر حفاظ اس کی وجہ عوام کا تقاضا بتاتے ہیں۔ عوام کو تو سمجھانے کی ضرورت ہے، نہ کہ ان کی خواہشات کے مطابق دین کے حکم کو ترک کرنا ہے۔

رمضان ایک فرد میں جو تبدیلی لانا چاہتا ہے اس کے لیے لائحۂ عمل اختیار کرنا ضروری ہے۔ سب سے پہلے تو دل میں ذوق وشوق پیدا کیا جائے کہ اس ماہِ مبارک میں اللہ کو خوش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزے کو خاص اپنے لیے قرار دیا ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ

((الصوم لی وانا اجزی بہ))

''روزہ میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔''

دن کو روزہ اس انداز سے رکھا جائے کہ اس حالت میں کوئی کام اللہ کے حکم کے خلاف نہ ہونے پائے۔ جھوٹ، بدکلامی، غیبت اور بدنظری سے بچا جائے، ورنہ بھوک پیاس کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا۔

دوسری چیز جس کا شوق سے التزام کرنا ہے وہ تراویح ہے۔ اس کو محض رکعات پوری کر لینے کی بجائے قرآن مجید سننے کا ذریعہ بنایا جائے۔ بعض لوگ رسم پوری کرنے کے لیے ابتدائی چار پانچ دن میں تیز رفتار حافظ کے ساتھ ختم القرآن کر کے فارغ ہو جاتے ہیں اور بقیہ رمضان Relax کرتے ہیں۔ یہ روح دین سے ناواقفیت کی علامات ہیں۔ جو دین چوبیس گھنٹے اللہ کے احکام کی تعمیل کا تقاضا کرتا ہے، اس میں اس طرح کی رسومات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تیسری چیز جس کا رمضان میں خاص اہتمام کرنا چاہیے وہ قرآن مجید کا فہم ہے۔ ہمارے علمائے کرام نے اردو میں بڑی آسان تفاسیر لکھ کر عوام الناس کی دیرینہ ضرورت پوری کر دی ہے۔ کسی بھی عالم کی تفسیر سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن مجید کی مجرد تلاوت بھی بہت فائدہ دیتی ہے۔ اس لیے روزانہ کم از کم ایک پارہ تو ضرور تلاوت کرنی چاہیے اور جو لوگ بغیر فہم کے تلاوت کو اہمیت نہیں دیتے، وہ غلطی پر ہیں۔ انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔

روزہ افطار کرانا، سحری کا اہتمام کرنا روزے کے لیے بہت اہم ہے۔ افطاری سنت عمل سمجھ کر کرنا چاہیے نہ کہ صرف رسم دنیا نبھانے کے لیے۔ آخری عشرے میں اعتکاف کا ارادہ کر کے اس کی تیاری شروع کی جائے اور پورے دس دن مسجد میں اس طرح سے گزارے جائیں کہ رب راضی ہو جائے۔ آخری عشرے میں بالخصوص طاق راتوں میں لیلۃ القدر کی تلاش وجستجو خود بھی کی جائے اور دوسروں کو بھی ترغیب دی جائے۔

رمضان المبارک کا سارا پروگرام اہل ایمان کو تیار کرتا ہے کہ وہ انفرادی زندگی میں تقویٰ اختیار کر کے جو کہ روزوں کی فرضیت کا مقصد ہے، اجتماعی زندگی میں تقویٰ کا مظاہرہ کریں۔ اور اجتماعی زندگی میں تقویٰ کا مطلب پورے سماجی و معاشرتی، اقتصادی و معاشی اور سیاسی وحکومتی وعدالتی نظام کو اللہ کے احکام کے تابع بنانا ہے۔ اگر رمضان میں اہل ایمان انفرادی تقویٰ حاصل کر کے بیٹھ جائیں اور اجتماعی نظام باطل ہو تو ان کا انفرادی تقویٰ زیادہ دیر نہیں چل سکے گا۔ اہل پاکستان کے لیے تو ماہِ صیام کی خصوصی اہمیت ہے، کیونکہ انہوں نے ملک اس ماہ کی 27 ویں شب کو حاصل کیا تھا جس کے بارے میں گمانِ غالب ہے کہ یہ نزول قرآن کی شب ہے اور اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس ملک میں قرآنی نظام کو رائج کریں گے۔ 63 سال یوں ہی بیت گئے۔ ابھی وہ وعدہ پورا نہیں ہوا اور ہم اس کا نقصان بھی اٹھا رہے ہیں۔ اللہ سے دعا کریں اور اس رمضان سے اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لیے جت جائیں، شائد اللہ ہماری خطائیں معاف کر کے اس ملک کو اسلام کا گہوارہ بنانے میں ہماری مدد فرمائے۔ اور اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گزر گئے تو گھاٹے کا سودا ہوگا۔ اللہ ہمیں اس خسارے سے بچائے۔ آمین

خلافت فورم

- ☆ پاکستانی تاجروں نے رمضان المبارک کو لوٹ مار اور ناجائز منافع خوری کا ذریعہ کیوں بنالیا ہے؟
- ☆ کیا اسلام نے نفع کمانے کی کوئی حد مقرر فرمائی ہے؟
- ☆ رمضان میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اضافہ روکنے کے لیے عوام کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟
- ☆ رمضان میں ایک معین وقت تک حلال اشیاء اور تعلق زن وشوہر پر پابندی کی حکمت کیا ہے؟
- ☆ روزہ دار کو کھانے پینے کے علاوہ کن دوسری چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے؟
- ☆ ایک مسلمان کو رمضان کی برکات سے فائدہ اُٹھانے کے لیے کن باتوں کا اہتمام کرنا چاہیے؟
- ☆ قرآن پاک میں رمضان کے حوالے سے آیات میں تکبیر رب کے ذکر میں کیا حکمت پوشیدہ ہے؟

ان سوالات کے جوابات تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ
www.tanzeem.org "خلافت فورم" میں دیکھئے

مہمانانِ گرامی: **حافظ عاکف سعید** (امیر تنظیم اسلامی)
ایوب بیگ مرزا (ناظم نشر واشاعت)

میزبان: **وسیم احمد**

پروگرام کے بارے میں اپنی آراء وتجاویز media@tanzeem.org پر ای میل کریں

پیشکش: شعبہ سمع وبصر مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

خطاب پنجم: سیرت النبیؐ میں باطل سے تصادم کے تکمیلی مراحل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر طائف اور اہل طائف کو دعوتِ اسلام

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا فکر انگیز خطاب

[آیاتِ قرآنی کی تلاوت اور خطبۂ مسنونہ کے بعد]

معزز حضرات ومحترم خواتین!

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول میں آپ کو پہلے بھی سنا چکا ہوں کہ ''میں نے اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے اپنے رب کو پہچانا۔'' آدمی ایک ارادہ کرتا ہے کہ مجھے یہ کام یوں کرنا ہے، مگر وہ اُس طور سے نہیں ہو پاتا۔ معلوم ہوا کہ کوئی بالاتر طاقت ہے جس کے ہاتھ میں کل اختیار ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ چار خطبات میں سیرت کا بیان مکمل کروں گا، مگر اپنے ارادہ کے مطابق میں ان کی تکمیل نہ کرسکا اور اب مزید پانچواں خطاب ہو رہا ہے۔ میری کوشش ہوگی کہ آج کسی حد تک اِس مضمون کی تکمیل ہو جائے۔ اللہ مجھے اس کی توفیق دے۔ آمین

حضرات! چوتھے خطبے میں تصادم کے مرحلۂ اول صبر محض اور اُس کی حکمت پر بات ہو رہی تھی۔ اُسے مکمل کرنے کے بعد ہم تصادم کے تکمیلی مراحل کو بیان کریں گے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب اور آپؐ کی زوجہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے وفات پاگئے۔ چنانچہ ان ظاہری سہاروں کے ہٹ جانے کی وجہ سے مخالفت کا طوفان اور زیادہ چڑھاؤ پر آ گیا۔ مشرکین قریش کی جسارتیں اس قدر بڑھ گئیں کہ وہ کھل کر آپؐ کو اذیت اور تکلیفیں پہنچانے لگے۔ آپؐ کے پیچھے لونڈوں کے غول لگا دیئے جاتے، جو شور مچاتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تو وہ تالیاں پیٹتے۔ راستہ چلتے ہوئے آپؐ پر غلاظت پھینک دی جاتی۔ دروازے کے سامنے کانٹے بچھائے جاتے۔ کبھی گلا گھونٹ دیا جاتا۔ کبھی دست تعدی دراز کیا جاتا۔ آپؐ پر پھبتیاں کسی جاتیں۔ غلیظ گالیاں دی جاتیں۔ آپؐ کے چہرۂ انور پر خاک پھینکی جاتی۔ ابوطالب کی سپورٹ نہ رہنے کی وجہ سے کفار قریش نے آپؐ پر اذیت رسانی کی حد کردی۔ آپؐ کی جان کے درپے ہوگئے۔ اور آپؐ کے قتل کے منصوبے بنانے لگے۔ اس صورت حال نے آپؐ کے رنج وغم میں اور اضافہ کر دیا۔ ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ جب ابوطالب انتقال کر گئے تو قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی اذیت پہنچائی کہ ابوطالب کی زندگی میں کبھی اِس کی آرزو بھی نہ کر سکے تھے۔ انہیں غم انگیز حالات کی وجہ سے یہ سال غم کے سال کے نام سے موسوم ہوا۔ الغرض جب مکہ کی کھیتی دعوت حق کے لیے بالکل بنجر ہوگئی، اور اِسے جو کچھ فصل دینی تھی، وہ دے چکی تو آپؐ نے فیصلہ کیا کہ اب مکہ سے باہر نکل کر حق کا پیغام پہنچایا جائے۔

مکہ کی سرزمین تنگ ہوتی دیکھ کر آپؐ نے 10 نبوی کو طائف کا سفر اختیار کیا کہ شاید وہاں کوئی امیر یا کوئی سردار ایمان لے آئے تو میں اپنا مرکز وہاں شفٹ کر دوں۔ طائف مکے سے تقریباً ساٹھ میل دور واقع ہے۔ مکہ اور طائف جڑواں شہر (twin cities) ہیں جیسے اسلام آباد اور راولپنڈی ہیں یا جیسے دریائے سندھ کے کنارے روہڑی اور سکھر کے جڑواں شہر آباد ہیں۔ طائف ایک بڑا سرسبز قطعہ اور نسبتاً ٹھنڈا مقام تھا اور قریش کا گرمیوں گزارنے کا مسکن تھا۔ وہاں ان کے باغات اور بڑی بڑی جاگیریں تھیں۔ آپؐ اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ وہاں گئے۔ راستے میں جس قبیلے سے گزر ہوتا، اسے اسلام کی دعوت دیتے، لیکن کسی نے بھی یہ دعوت قبول نہ کی۔ جب طائف پہنچے تو قبیلہ ثقیف کے تین سرداروں کے پاس تشریف لے گئے جو آپس میں بھائی تھے اور جن کے نام یہ تھے: عَبد یا لیل، مسعود اور حبیب۔ ان تینوں کے والد کا نام عمر بن عمیر ثقفی تھا۔ آپؐ نے ان کے پاس بیٹھنے کے بعد انہیں اللہ کی اطاعت اور اسلام کی مدد کی دعوت دی۔ جواب میں ایک نے کہا: ''میں کعبے کا پردہ پھاڑوں اگر اللہ نے تمہیں رسول بنایا ہو۔'' دوسرے نے کہا: ''کیا اللہ کو تمہارے علاوہ کوئی اور نہ ملا؟'' تیسرے نے کہا: ''میں تم سے ہرگز بات نہ کروں گا۔ اگر تم واقعی پیغمبر ہو تو تمہاری بات رد کرنا میرے لیے انتہائی خطرناک ہے اور اگر تم نے اللہ پر جھوٹ گھڑ رکھا ہے تو پھر مجھے تم سے بات کرنی ہی نہیں چاہیے۔'' یہ جواب سُن کر آپؐ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے، اور صرف اتنا فرمایا: تم لوگوں نے جو کچھ کیا، بہر حال اسے پسِ پردہ ہی رکھنا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف میں دس دن قیام فرمایا۔ اس دوران آپؐ ان کے ایک ایک سردار کے پاس تشریف لے گئے اور ہر ایک سے گفتگو کی۔ لیکن سب کا ایک ہی جواب تھا کہ تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ بلکہ انہوں نے اپنے اوباشوں کو شہ دے دی۔ چنانچہ جب آپؐ نے واپسی کا قصد فرمایا تو یہ اوباش گالیاں دیتے، تالیاں پیٹتے اور شور مچاتے آپؐ کے پیچھے لگ گئے، اور دیکھتے دیکھتے اتنی بِھیڑ جمع ہوگئی کہ آپؐ کے راستے کے دونوں جانب لائن لگ گئی۔ پھر گالیاں اور بدزبانیوں کے ساتھ ساتھ آپؐ پر پتھراؤ کیا۔ شدید ترین تشدد کا نشانہ بنایا، جس سے جسم اطہر لہولہان ہوگیا۔ ادھر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ڈھال بن کر چلتے ہوئے پتھروں کو روک رہے تھے، جس سے ان کے سر میں کئی جگہ چوٹ آئی۔ بدمعاشوں نے یہ سلسلہ برابر جاری رکھا، یہاں تک کہ آپؐ کو ربیعہ کے بیٹوں عُتبہ اور شَیبہ کے ایک باغ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ جب آپؐ نے یہاں پناہ لی تو بھیڑ واپس چلی گئی، اور آپؐ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔ قدرے اطمینان ہوا تو دعا فرمائی جو ''دعائے مستضعفین'' کے نام سے مشہور ہے۔ آپؐ کے قلب کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی

اُس دعا کو نقل کرتے ہوئے بھی کلیجہ شق ہوتا ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْ ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ؟ اِلٰی بَعِیْدٍ یَجْھَمُنِیْ اَوْ اِلٰی عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ؟ اِنْ لَمْ یَکُنْ عَلَیَّ غَضَبُکَ فَلَا اُبَالِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمٰتُ اِنْ لَمْ یَکُنْ عَلَیَّ غَضَبُکَ فَلَا اُبَالِیْ))

''اے اللہ! کہاں جاؤں' کہاں فریاد کروں' تیری ہی جناب میں فریاد لے کر آیا ہوں' اپنی قوت کی کمی اور اپنے وسائل و ذرائع کی کمی کی اور لوگوں میں جو رسوائی ہو رہی ہے' اس کی۔ اے اللہ! تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا تو نے میرا معاملہ دشمنوں کے حوالے کر دیا ہے کہ وہ جو چاہیں میرے ساتھ کر گزریں؟ پروردگار! اگر تیری رضا یہی ہے اور اگر تو ناراض نہیں ہے تو پھر میں بھی راضی ہوں' مجھے اس تشدد کی کوئی پروا نہیں ہے۔ اے ربّ! میں تیرے روئے انور کی ضیاء کی پناہ میں آتا ہوں جس سے ظلمات منور ہو جاتے ہیں۔ پروردگار! اگر تو ناراض نہیں ہے تو مجھے کوئی پروا نہیں!''

اس سے گہری کوئی فریاد ہو سکتی ہے؟ لیکن دیکھئے' حضورﷺ کی دو نسبتیں ہیں' مقامِ عبدیت اور مقامِ رسالت۔ (وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ) یہاں وہ نسبتِ عبدیت غالب آ رہی ہے: (اِنْ لَمْ یَکُنْ عَلَیَّ غَضَبُکَ فَلَا اُبَالِیْ) ''پروردگار اگر تو ناراض نہیں ہے تو مجھے کوئی پروا نہیں!'' سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے!!

ادھر آپؐ کو ابنائے ربیعہ نے اس حالتِ زار میں دیکھا تو ان کے جذبۂ قرابت میں حرکت پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام کو جس کا نام عداس تھا، بلا کر کہا کہ اس انگور سے ایک گچھا لو اور اس شخص کو دے آؤ۔ جب اس نے انگور آپؐ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؐ نے ''بسم اللہ'' کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور کھانا شروع کیا۔ عداس نے کہا، یہ جملہ تو اس علاقے کے لوگ نہیں بولتے۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور تمہارا دین کیا ہے؟'' اس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نینویٰ کا باشندہ ہوں۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''اچھا! تم مردِ صالح یونس بن متی کی بستی کے رہنے والے ہو۔'' اُس نے کہا: آپؐ یونس بن متی کو کیسے جانتے ہیں؟ رسول اللہﷺ نے فرمایا: ''وہ میرے بھائی تھے۔ وہ نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔'' یہ سن کر عداس رسول اللہﷺ پر جھک پڑا اور آپؐ کے سر اور ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا۔

یہ دیکھ کر ربیعہ کے دونوں بیٹوں نے آپس میں کہا کہ اب اس شخص نے ہمارے غلام کو بگاڑ دیا۔ اس کے بعد جب عداس واپس گیا تو دونوں نے اس سے کہا! یہ کیا معاملہ تھا؟ اُس نے کہا، میرے آقا! رُوئے زمین پر اس شخص سے بہتر کوئی اور نہیں۔ اس نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا! دیکھو عداس، کہیں یہ شخص تمہیں تمہارے دین سے پھیر نہ دے۔ کیونکہ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے۔

قدرے ٹھہر کر رسول اللہﷺ باغ سے نکلے تو مکے کی راہ پر چل پڑے۔ غم والم کی شدّت سے طبیعت نڈھال اور دل پاش پاش تھا۔ کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے۔ ان کے ساتھ پہاڑوں کا فرشتہ بھی تھا۔ اُس نے آپؐ سے یہ گزارش کی کہ آپؐ حکم دیں تو وہ اہل طائف کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس ڈالے۔

اہل طائف نے آپؐ کے ساتھ جس شقاوتِ قلبی اور سنگدلی کا مظاہرہ کیا، وہ بدسلوکی کی انتہا تھی۔ اسی لیے پھر اللہ کی طرف سے آپؐ کو سپیشل پروٹیکشن حاصل ہوگئی۔ اس سے پہلے آپؐ کو یہ پروٹیکشن حاصل نہیں تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپؐ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل نے آپؐ کے گلے میں رسی ڈال دی، جس سے آپؐ کی آنکھیں ابھر آئیں۔ اسی طرح ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں نماز کے دوران ابوجہل کے کہنے پر عقبہ بن ابی معیط نے آپؐ پر اونٹ کی اوجھڑی لا کر رکھ دی۔ بھاری اوجھڑی کی وجہ سے آپؐ سر نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ جب آپؐ کے گھر میں اس کی خبر گئی تو حضرت فاطمۃ الزہرہ روتے ہوئے آئیں اور اوجھڑی کو ہٹایا۔ بہرحال طائف کا دن آپؐ پر بہت سخت تھا۔ یہ بات آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے بھی فرمائی تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک روز رسول اللہﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپؐ پر کوئی ایسا دن بھی آیا ہے جو اُحد کے دن سے زیادہ سنگین رہا ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! تمہاری قوم سے مجھے جن جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا، ان میں سب سے سنگین مصیبت وہ تھی جس سے میں گھاٹی کے دن دوچار ہوا، جب میں نے اپنے آپ کو عبد یا لیل بن عبد کُلال کے صاحبزادے پر پیش کیا۔ مگر اس نے میری بات منظور نہ کی، تو میں غم والم سے نڈھال اپنے رُخ پر چل پڑا، اور مجھے قرن ثعالب پہنچ کر ہی افاقہ ہوا۔ وہاں میں نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ فگن ہے۔ میں نے بغور دیکھا تو اس میں حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے پکار کر کہا آپؐ کی قوم نے آپؐ سے جو بات کہی! اللہ نے اُسے سن لیا ہے۔ اب اس نے آپؐ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، تاکہ آپؐ ان کے بارے میں اسے جو حکم چاہیں دیں۔ اس کے بعد پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے آواز دی، اور سلام کرنے کے بعد کہا: اے محمد (ﷺ)! بات یہی ہے۔ اب آپؐ جو چاہیں ...... اگر چاہیں کہ میں انہیں دو پہاڑوں کے درمیان کچل دوں ...... تو ایسا ہی ہوگا ...... نبیﷺ نے فرمایا! (نہیں) بلکہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ عزوجل ان کی پشت سے ایسی نسل پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

رسول اللہﷺ کے اس جواب میں آپؐ کی رحمۃ للعالمینی کی ایک جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملک الجبال کا بھیجا جانا آپؐ کی نصرت خصوصی تھی، جس سے آپؐ کا دل مطمئن ہوگیا۔ آپؐ نے مکہ کی جانب پیش قدمی فرمائی اور جا کر وادیٔ نخلہ میں قیام فرمایا۔ آپؐ یہاں چند دن قیام پذیر رہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے پاس جنوں کی ایک جماعت بھیجی۔ اس کا ذکر قرآن حکیم میں دو مقامات پر آیا ہے۔ سورۂ احقاف میں فرمایا:

﴿وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْکَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْہُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰی قَوْمِھِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ یَھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۰﴾ یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَاٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَیُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۱﴾﴾

''اور جب ہم نے جنوں میں سے کئی شخص تمہاری طرف

متوجہ کیے کہ قرآن سنیں تو جب وہ اس کے پاس آئے تو (آپس میں) کہنے لگے کہ خاموش رہو۔ جب (پڑھنا) تمام ہوا تو اپنی برادری کے لوگوں میں واپس گئے کہ (ان کو) نصیحت کریں۔ کہنے لگے کہ اے قوم ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئی) ہیں ان کی تصدیق کرتی ہے (اور) سچا (دین) اور سیدھا راستہ بتاتی ہیں۔"

سورۃ الجن میں فرمایا:

﴿قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ① يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ②﴾

"(اے پیغمبرؐ لوگوں سے) کہہ دو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے (اس کتاب کو) سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا، جو بھلائی کا راستہ بتاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔"

☆☆☆

معمار پاکستان نے کہا:

"آج اس عظیم الشان مجمع میں آپ نے مسلم لیگ کا جھنڈا لہرانے کا جو اعزاز مجھے بخشا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ مسلم لیگ کا جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے۔ آپ مسلم لیگ کو اسلام سے الگ نہیں کر سکتے۔ بہت سے لوگ ہمیں غلط سمجھتے ہیں جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں خصوصاً ہمارے ہندو دوست۔ جب ہم کہتے ہیں کہ یہ جھنڈا اسلام کا جھنڈا ہے تو وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم مذہب کو سیاست میں گھسیٹ رہے ہیں، حالانکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں مکمل ضابطۂ حیات دیتا ہے۔ یہ نہ صرف ایک مذہب ہے بلکہ اس میں قوانین، فلسفہ اور سیاست سب کچھ ہے۔ درحقیقت اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی ایک آدمی کو صبح سے رات تک ضرورت ہوتی ہے۔ جب ہم اسلام کا نام لیتے ہیں، تو ہم اسے ایک کامل لفظ (دین) کی حیثیت سے لیتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط مقصد نہیں۔ بلکہ ہمارے اسلامی ضابطہ کی بنیادی آزادی، عدل و مساوات اور اخوت ہے۔"

(گیا، بہار کے مسلمانوں سے خطاب: 11 جنوری 1938ء)

انجمن خدام القرآن (قرآن اکیڈمی) سندھ کراچی

کے تحت

داعیٔ قرآن ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کردہ

قرآن فہمی کورس پارٹ I اور II

میں سال 12-2011ء کے لیے داخلوں کا اعلان

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے علومِ دینیہ کی تحصیل کا نادر موقع!

پارٹ I

- علم تجوید
- آسان عربی گرامر
- مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب
- ترجمہ قرآن حکیم
- سیرت النبی ﷺ
- دورۂ ترجمۂ قرآن
- مطالعۂ حدیث
- عقائد و عبادات
- اسپیشل لیکچرز
- کلام اقبال

پارٹ II

- علم تفسیر
- علم حدیث
- علم فقہ
- اصول تفسیر
- اصول حدیث
- اصول فقہ
- عقیدہ
- عربی زبان وادب
- تحریکیات
- اضافی محاضرات

- پارٹ I اور پارٹ II دونوں ایک ایک سال کے دورانیے پر مبنی ہیں
- آغاز: 19 ستمبر 2011ء
- خواتین کے لئے شریعت کے مطابق باپردہ اہتمام
- پارٹ I میں داخلے کے لئے انٹرمیڈیٹ یا مساوی سند درکار ہوگی
- پارٹ II میں داخلے کے لئے پارٹ I یا مساوی سند لازمی ہے
- اہل طلبہ کے لئے مناسب اسکالرشپ

- شہر کے باہر سے آنے والے طلبہ کے لئے محدود تعداد میں ہاسٹل اور میس کی سہولت موجود ہے

نوٹ: ہاسٹل/میس کی سہولت قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں صرف حضرات کے لئے دستیاب ہے۔ اسی طرح فی الوقت پارٹ II کا کورس بھی صرف حضرات کے لئے یاسین آباد اکیڈمی میں منعقد کیا جا رہا ہے۔

مقاماتِ تدریس:

1. قرآن اکیڈمی ڈیفنس، مسجد جامع القرآن خیابان راحت فیز 6 درخشاں ڈیفنس، کراچی 23-021-35740022
2. قرآن اکیڈمی یاسین آباد، شارع قرآن اکیڈمی، بلاک 9، فیڈرل بی ایریا، کراچی 021-36806561
3. قرآن مرکز گلستان جوہر، مسجد باب القرآن، سالکین بسیرا، بلاک 14 کراچی 021-34255995

- مزید تفصیلات، پراسپیکٹس اور داخلہ فارم ویب سائٹ سے حاصل کریں www.quranacademy.com

رمضان المبارک کا بہترین تحفہ

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مقبول عام تالیف

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق

خود پڑھئے اور دوستوں اور عزیزوں کو تحفتاً پیش کیجئے!

دوران ماہ رمضان اہل وعیال اور عزہ واقارب کے ساتھ اجتماعی مطالعہ کیجئے!

اشاعت خاص: 45 روپے　　اشاعت عام: 25 روپے

ڈرون حملے اور حکمرانوں کا طرزِ عمل

محمد سمیع

طویل عرصے سے ڈرون حملوں کے نتیجے میں گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس رہا ہے۔ ہائی ویلیو ٹارگٹ تو نشانے پر کم آتے ہیں، البتہ لو ویلیو عوام کی شامت زیادہ آتی ہے۔ عوام بے چارے شکایت کریں تو کس سے کریں۔ انہوں نے اپنے حکمرانوں کا یہ اعلان بھی سن لیا کہ ڈرون حملوں میں مرنے والوں کے بارے میں امریکہ کو تو پریشانی لاحق ہوسکتی ہے مگر ہمیں نہیں۔ پہلے پہل تو ہم نے ڈرون حملہ کو اپنی فوج کا کارنامہ قرار دیا تھا، لیکن بعد میں جب قوم کو پتہ چلا کہ یہ حملے تو امریکہ کرواتا ہے اور یہ خبر عام ہوئی کہ ان حملوں میں ہمارے حکمرانوں کی مرضی شامل ہے تو نئی صورتحال میں حکمرانوں کی جانب سے تردید سامنے آ گئی۔ لیکن اللہ بھلا کرے وکی لیکس والوں کا جنہوں نے بیچ چوراہے پر بھانڈا پھوڑ دیا کہ ان حکمرانوں اور امریکہ کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ امریکہ ڈرون حملے کرتا رہے، ہم عوام کی تسلی کے لیے احتجاج کا راگ الاپتے رہیں گے۔ اور اب تک یہی ہو رہا ہے۔ پیپلز پارٹی کی موجودہ عوامی حکومت کا نشانہ عوام بن رہے ہیں۔ غضب خدا کا، اس کے باوجود دعویٰ ہے کہ ہم عوامی مینڈیٹ کے ذریعہ حکومت میں آئے ہیں، چور دروازے سے نہیں اور اپنا دور حکومت پورا کریں گے۔ ہمارے عوام کا حال یہ ہے کہ انہوں نے حکمرانوں کو آزاد کشمیر میں بھی حکمرانی کا مینڈیٹ عطا کر دیا۔ واہ رے ہمارے عوام اور واہ ری ہماری عوامی حکومت!

جب عوام کی طرف سے بتکرار یہ مطالبہ سامنے آیا کہ حکومت ڈرون طیارے مار کیوں نہیں گراتی تو جو ’’حضرت‘‘ ملکی دفاع کے وزارتی منصب پر فائز ہیں، انہوں نے فرمایا کہ ڈرون طیارے اتنی بلندی سے آتے ہیں کہ ہم انہیں گرانے پر قادر نہیں۔ لیکن اُن کے فرمان عالی شان کے جواب میں ہماری ایئرفورس کی جانب سے صاف کہہ دیا گیا کہ ہم میں ڈرون طیارے مار گرانے کی صلاحیت ہے۔ اِس پر اُن صاحب نے چپ سادھ لی۔ پھر ایک دن ان کا یہ بیان سامنے آیا کہ ہم نے امریکہ کو کہا ہے کہ وہ شمسی ایئر بیس خالی کر دے۔ یہ وہ ایئر بیس ہے جہاں سے ڈرون طیارے حملوں کے لیے پرواز بھرتے ہیں اور یہ سہولت ہم نے انہیں مہیا کی ہوئی ہے۔ گویا کہ ہمارا جوتا اور ہمارا ہی سر والا معاملہ ہے۔ ہماری وزیر اطلاعات نے ان کے بیان پر نہلے پر دہلا مارتے ہوئے فرمایا کہ وزیر دفاع کا بیان مشکوک ہے۔ فوج کے ترجمان نے اس معاملہ پر تبصرہ سے گریز کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ وزیر دفاع نے شمسی ایئر بیس پر شکوک وشبہات پیدا کر دیئے ہیں۔ گویا معاملہ یک نہ شد دو شد والا ہو گیا۔ مشکوک تو ہمیں بھی اس وقت لگا تھا۔ جب ہمیں یہ معلوم ہوا کہ شمسی ایئر بیس کو ہماری حکومت نے متحدہ عرب امارات کو لیز پر دیا ہوا ہے۔ اب یہ پتہ نہیں کہ متحدہ عرب امارات نے شمسی ایئر بیس کو امریکہ کے حوالے کیا ہے یا ہماری حکومت ان کا کندھا استعمال کر رہی ہے، تاکہ وہ اپنے اس موقف کو ثابت کر سکے کہ ہم نے امریکہ کو ڈرون حملوں کی اجازت نہیں دی ہے۔

مزید برآں، یہ خبر بھی آئی کہ امریکہ نے پاکستان سے تعلقات میں کشیدگی کے پیش نظر افغانستان میں نیٹو کو رسد پہنچانے کے لیے وسط ایشیا کا روٹ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ 2009ء تک نیٹو کو 90 فی صد سپلائی کراچی سے ہوتی تھی، اب 40 فیصد سپلائی وسط ایشیا سے ہو رہی ہے۔ امریکہ کو شائد یہ اندیشہ ہے کہ پاکستان کہیں اپنی قومی اسمبلی میں ڈرون حملوں کے بارے میں منظور کردہ قرارداد پر عمل درآمد نہ کر ڈالے، حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ اُسے تو یہ توقع کرنی اور ہم اہل پاکستان کو یہ اندیشہ ہونا چاہیے کہ کہیں ہمارے حکمران امریکہ کے پاؤں نہ پکڑ لیں کہ حضور آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں، ہم اور قومی اسمبلی کی قرارداد پر عمل درآمد! بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ ہم تو ڈالر کے پجاری ہیں۔ اگر پاکستان کے راستے نیٹو کو ترسیل رک گئی تو جتنے بھی ڈالر ہمیں اس مد میں مل رہے ہیں، ہم اس سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ حضور والا، بھلا ہم یہ نقصان کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔

اس ساری صورتحال پر سینیٹر مشاہد حسین سید کو نہ جانے کیا سوجھی جو انہوں نے اپنی طرف سے یہ بیان دے دیا کہ شکست خوردہ امریکہ سے ڈرنے کی کیا ضرورت! غلامانہ ذہنیت مسائل کی اصل وجہ ہے۔ امریکی نام نہاد حلیف خود اس سے تنگ ہیں۔ اس خطے میں رہنا ہے تو امریکہ کو چھوڑ کر چین اور دیگر علاقائی طاقتوں سے مل کر چلنا ہوگا۔ حیرت ہے! غلامانہ ذہنیت کے حکمرانوں کے درمیان ان کی اتحادی جماعت کا یہ جواں مرد کہاں سے آن پہنچا۔ شکر ہے ع ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی۔

امریکہ بہرحال امریکہ اور پاکستان بہرحال پاکستان ہے۔ امریکہ بھلا پاکستان کے وزیر دفاع کو کب خاطر میں لاسکتا ہے۔ لہٰذا وہاں سے یہ بیان آیا کہ شمسی ایئر بیس خالی کیا ہے اور نہ کریں ہے۔ کر لو جو کرنا ہے۔ اسے کہتے ہیں، زبردست کی لاٹھی سر پر۔

اب اس تناظر میں ذرا امریکہ کے آزاد سینیٹر جوزف لائبرمین کا بیان ملاحظہ کیجئے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ امریکی فوج کے افغانستان آنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم امریکیوں کی خود مختاری کو ویسے حملوں سے بچائیں جیسے حملے نائن الیون کو ہوئے۔ اب ہم ان سینیٹر صاحب سے پوچھنے سے تو رہے کہ بھائی آپ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنے لوگوں کی خود مختاری کو حملوں سے بچانے کے لیے افغانستان آ دھمکیں تو کیا ہمیں اتنا اختیار بھی نہیں کہ پاکستانیوں کی خود مختاری کو بچانے کے لیے آپ کے ڈرون حملوں پر احتجاج کریں۔ شائد ہمارے حکمران بھی اسی لیے احتجاج کرتے ہوں کہ انہیں اندیشہ ہو کہ کہیں امریکہ افغانستان سے پیش قدمی کرتے ہوئے ہمارے ہاں نہ آ دھمکے۔ ویسے یہ تو ہوتا نظر آتا ہے چاہے ہم ڈر جائیں یا ڈٹ جائیں۔ امریکی جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے کہا ہے کہ آنے والے مہینوں میں غیر ملکی فوجوں کی توجہ پاکستان افغانستان کی سرحد پر ہوگی۔ اور امریکہ کی جانب سے اس عزم کا بھی اظہار ہوا ہے کہ اب افغانستان کی جنگ پاکستان منتقل کی جائے گی۔ کیا فرماتے ہیں ہمارے وہ تمام ذمہ داران جن پر ملکی دفاع کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، بیچ اس معاملے کے۔

سعادت حسن منٹو کے اینگلو انڈین پاگل

اوریا مقبول جان

سارے لب خاموش ہیں۔ سب کو سانپ سونگھا ہوا ہے۔ نہ تبصرے کے لیے ہونٹ ہلتے ہیں نہ قلم کی سیاہی کچھ تحریر کررہی ہے۔ بگرام کے ہوائی اڈے سے طیاروں نے امریکہ کی واپسی کا آغاز کردیا۔ لائن میں کھڑے امریکی فوجی جو آج سے دس سال پہلے اس خطے کو فتح کرنے آئے تھے، شکست خوردہ چہروں کے ساتھ واپس اپنے گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ پورا امریکی میڈیا ان کی مسکراتی ہوئی تصویریں چھاپ کرایسا ظاہر کرنے کی کوشش کررہا ہے جیسے سالوں کے بچھڑے ہوئے خاندان اپنے پیاروں سے مل رہے ہوں۔ ایئر پورٹ پر اپنی بیوی یا بچوں سے گلے مل کر روتے ہوئے یا پھر والدین کی اپنے بیٹے کو جنگ سے واپسی پر خوشی کے آنسوؤں کے ساتھ دکھایا جاتا ہے۔ اس طرح کی تصویریں تو کسی جہاز کے ملبے سے زندہ بچ جانے، کسی زلزلہ زدہ مکان کے ملبے سے نکل آنے، کسی اغوا کنندہ کی قید سے برآمد ہوتے ہوئے لگائی جاتی ہیں۔ جنگ کے بعد یا تو فاتح کا چہرہ ہوتا ہے یا پھر شکست خوردہ کا اترا ہوا منہ۔ فاتح کا چہرہ امریکہ کے پاس موجود نہیں اور شکست خوردہ چہرہ ان میں دکھانے کی تاب نہیں۔ اسی لیے سارے قصے کو انسانی حقوق کی بالادستی اور امریکی عوام کے انسانی ہمدردی سے مغلوب جذبات اور ''پبلک کے پُر زور اصرار'' پر ایک اخلاقی اقدام کا روپ دیا جارہا ہے۔

ویت نام کی جنگ سے جو ذلت و رسوائی امریکی افواج کو حاصل ہوئی تھی اُس کو اسی طرح ایک انسانی المیے اور انسانی حقوق کے پردے میں چھپانے کی کوشش کی گئی تھی۔ پہلے ویت نام کے بے گھر افراد کی تصویریں چھاپنا شروع کی گئیں، جن میں ایک تصویر انتہائی مقبول ہوئی، جس میں لباس سے بے نیاز ایک چھوٹی سی ویت نامی بچی کو ایک سنسان سڑک پر خوف سے بھاگتے دکھایا گیا تھا، جبکہ اُس کے اردگرد بارود کے دھویں کے بادل تھے۔ اس کے بعد امریکی سپاہیوں کی کچلی ہوئی مسخ شدہ لاشیں دکھائی جانے لگیں تاکہ حساب برابر محسوس ہو۔ پھر امریکی سپاہیوں کی حالتِ زار پر پورے امریکہ میں ایک رائے عامہ ہموار کی گئی۔ مائیں اپنے بچوں کو جنگ سے واپس بلاتی ہیں۔ لیکن کسی کو ویت نام کے عوام کے مرنے کا افسوس نہیں تھا بلکہ وہ اپنے بچوں کی جان وہاں سے بچانا چاہتے تھے۔ وہ امریکہ جس نے ویت نام کی جنگ میں جانے کے لیے ہر مضبوط شخص کے لیے فوج کی نوکری لازم قرار دی، اس لازمی فوجی بھرتی کے خلاف مشہور باکسر محمد علی کلے نے ویت نام جانے سے انکار کیا تو اُس کا عالمی چیمپئن کا اعزاز بھی اُس سے چھین لیا گیا اور اُسے تین سال کے لیے جیل بھیج دیا گیا۔ یہ تھی امریکہ کی حالت اور غرور کے دعوے۔ پورا ہالی وڈ ایسے ایسے دیومالائی امریکی سپاہی تخلیق کررہا تھا جیسے ایک اکیلا امریکی پوری فوج پر بھاری ہو، جیسے ریمبو۔ اس ریمبو کی طرح کی کتنی فلمیں تھیں جو امریکی عوام کو دکھائی گئیں۔ لیکن آج امریکہ میں کسی مظلوم ویت نامی کا تذکرہ نہیں ملتا، صرف جنگ میں مارے جانے والے تقریباً ساٹھ ہزار امریکیوں کے نام واشنگٹن میں ایک سیاہ دیوار پر کندہ ہیں۔ اُس وقت بھی میڈیا نے امریکی سپاہیوں کی ویت نام سے واپسی کو پوری دنیا کے امن کے لیے ایک اہم سنگ میل بتایا تھا۔ اسے دنیا کے امن کے لیے ایک تمغہ قرار دیا تھا۔ ساٹھ لاکھ انسان ماردو، شہروں کے شہر ویران کردو اور پھر بھی کسی قوم پر فتح حاصل نہ کرسکو تو اپنی شکست کو چھپانے کے لیے اسے انسانی ہمدردی اور عالمی امن کے خوبصورت الفاظ میں چھپا کر پیش کردو۔ ماؤں کو بچوں سے ملا دیا، بیواؤں کو شوہر لوٹا دیا۔ دنیا کو امن واپس کردیا۔ یہ امن تباہ کرنے کون نکلا تھا، ہم تو نہیں تھے۔

یہی حال افغانستان کا ہے۔ شکست مقدر تھی۔ اب اُس کو دنیا پر احسان چڑھا کر بتایا جارہا ہے کہ ہم نے امن کی خاطر فوجیں واپس کی ہیں۔ یہ امن برباد کس نے کیا تھا۔ جس دن بی بی سی کا نمائندہ امریکی اور شمالی اتحاد کی افواج کے ساتھ بھاگتا ہوا ویران کابل میں داخل ہورہا تھا تو اُس کے چہرے کی خوشی دیدنی تھی۔ سڑک پر ایک بوڑھا سفید ریش شخص کھڑا تھا جو شاید اس بڑھتی ہوئی یلغار کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ امریکی کاسہ لیس شمالی اتحاد کے سپاہی اُس کی داڑھی پکڑ کر کھینچتے اور کیمرے میں دکھانے کے لیے اُسے تھپڑ مارتے۔ ادھر صدر بش قوم سے خطاب کررہا تھا کہ ان لوگوں کو علم نہیں کہ انہوں نے کس قوم کو چھیڑا ہے۔ امریکہ عظیم ہے۔ یہی تقریر تھی جس میں اُس نے اس جنگ کو صلیبی جنگ یعنی Crusade قرار دیا تھا۔ آج دس سال بعد کوئی یہ نہیں کہتا کہ ہم شکست کھا کر نکل رہے ہیں۔ سب یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تو دنیا پر احسان کررہے ہیں۔

لیکن اس لمحے میں ان لوگوں کی حالت بہت بُری ہے، جن کا سارا تکیہ ہی امریکی افواج کی افغانستان میں موجودگی پر تھا۔ امریکہ جس کو بُرا کہے وہی بُرا، جس کو دہشت گرد کہے وہی دہشت گرد۔ یہ تھے میرے ملک کے کاسہ لیس، روشن خیال میر جعفر اور میر صادق۔ ان کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔ امریکی آشیرباد پر افغانستان میں خون کا دریا بہانے والے شمالی اتحاد کے لوگ اور سب سے بڑھ کر بھارت جس نے افغانستان میں اپنی جگہ بنانے کے لیے دو ارب ڈالر جھونک دیئے ہیں۔ سب کے چہروں پر مردنی چھائی ہے۔ ان سب کی حالت منٹو کے افسانے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں پاگل خانے کے دو اینگلو انڈین کرداروں جیسی ہے جنہیں انگریز کے جانے کی خبر ملتی ہے تو وہ پریشان ہو کر ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ اب ہمیں شلوار قمیض پہننی اور ڈبل روٹی کی جگہ چپاتی کھانی پڑے گی۔ طالبان سے مذاکرات ہو رہے ہیں اور ایک عرصے سے میرے ملک کے طوطوں کے منہ سے طالبان کے خلاف گفتگو ہورہی ہے، نہ انہیں دہشت گرد کہا جارہا ہے۔ اب تو کراچی میں اسلحہ بھی اسرائیل کا استعمال ہوتا نظر آرہا ہے، طالبان کا کوئی ذکر

ہی نہیں۔ ظاہر بات ہے جس کو آقا ہیرو بنائے گا اُس کو غلام کیسے ہیرو نہ مانے۔

لیکن جس تذبذب اور پریشانی میں اس وقت بھارت کے ذمہ داران ہیں کوئی اور نہیں۔ اس لیے کہ انہیں تاریخ کا ایک سبق اچھی طرح یاد ہے۔ گپتا حکومت کے خاتمے کے بعد ایک ہزار سال تک برصغیر پر ہندو حکمرانی ایک خواب تھی۔ مسلمان دہلی کے تخت پر بیٹھے تھے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے انتقال کے بعد مرہٹے سارے ہندوستان کے راجاؤں کو اکٹھا کر کے دلی پر چڑھ دوڑے اور تقریباً پورے ہندوستان پر ان کا قبضہ ہوگیا اور شاہ عالم ثانی کی حکومت برائے نام رہ گئی جس کے بارے میں مشہور تھا کہ ''شاہ عالم از دلی تا پالم'' پالم وہ جگہ ہے جہاں آج کل دلی ایئر پورٹ ہے۔ ایسے میں ایک صاحبِ نظر شاہ ولی اللہ نے احمد شاہ ابدالی کو مسلمانوں کی مدد کے لیے لکھا۔ سرپٹ دوڑتے گھوڑوں پر مشتمل صرف 35 ہزار فوج نے پانی پت کے میدان میں لاکھوں کا لشکر تہہ تیغ کر دیا اور پورے ہندوستان پر ہندو حکومت قائم کرنے کا خواب ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا۔ بھارت کو تاریخ کا یہ سبق آج بھی یاد ہے، اسی لیے وہاں کے تمام اہم عہدیدار اس تگ و دو میں ہیں کہ اگر طالبان سے مذاکرات ہو رہے ہیں تو ہمیں بھی شامل کیا جائے۔ بھدر کمار جیسے اہم سفارتی اہلکار تو یہاں تک کہہ رہے ہیں کہ پاکستان سے ناراضی ختم کر کے اکٹھے طالبان سے مذاکرات کیے جائیں۔ وقت تبدیل ہو رہا ہے۔ پوجا کے مندر سے طاقت کا بُت بھاگ رہا ہے۔ اپنی کرسی بچانے اور اقتدار کو تحفظ دینے والے کبھی ایران بھاگتے ہیں اور کبھی افغانستان۔ جن لوگوں نے زندگی بھر کاسہ لیسی کی ہو، غلامی میں عمر گزاری ہو، طاقت کی پوجا کی ہو، ان کی حالت سومنات کے اُس بُت کے ٹوٹنے پر وہاں موجود لوگوں کے خوفزدہ چہروں جیسی ہوتی ہے جو ایمان رکھتے تھے کہ یہ بُت ٹوٹ گیا تو ہم مارے جائیں گے۔ امریکہ کا بُت ٹوٹ چکا اور اُس کی پوجا کرنے والوں کی حالت منٹو کے اینگلو انڈین پاگل کرداروں جیسی ہے جو کہتے پھرتے ہیں کہ یہ خوفناک لوگ آگئے تو کیا ہوگا، ہمیں داڑھیاں رکھنا ہوں گی، عورتوں کو پردہ کرنا ہوگا، گھٹنوں سے اوپر شلواریں پہننا ہوں گی، یہ سب کیسے ہوگا؟ (بشکریہ روزنامہ ''ایکسپریس'')

رمضان المبارک میں احباب کے لئے بہترین تحفہ

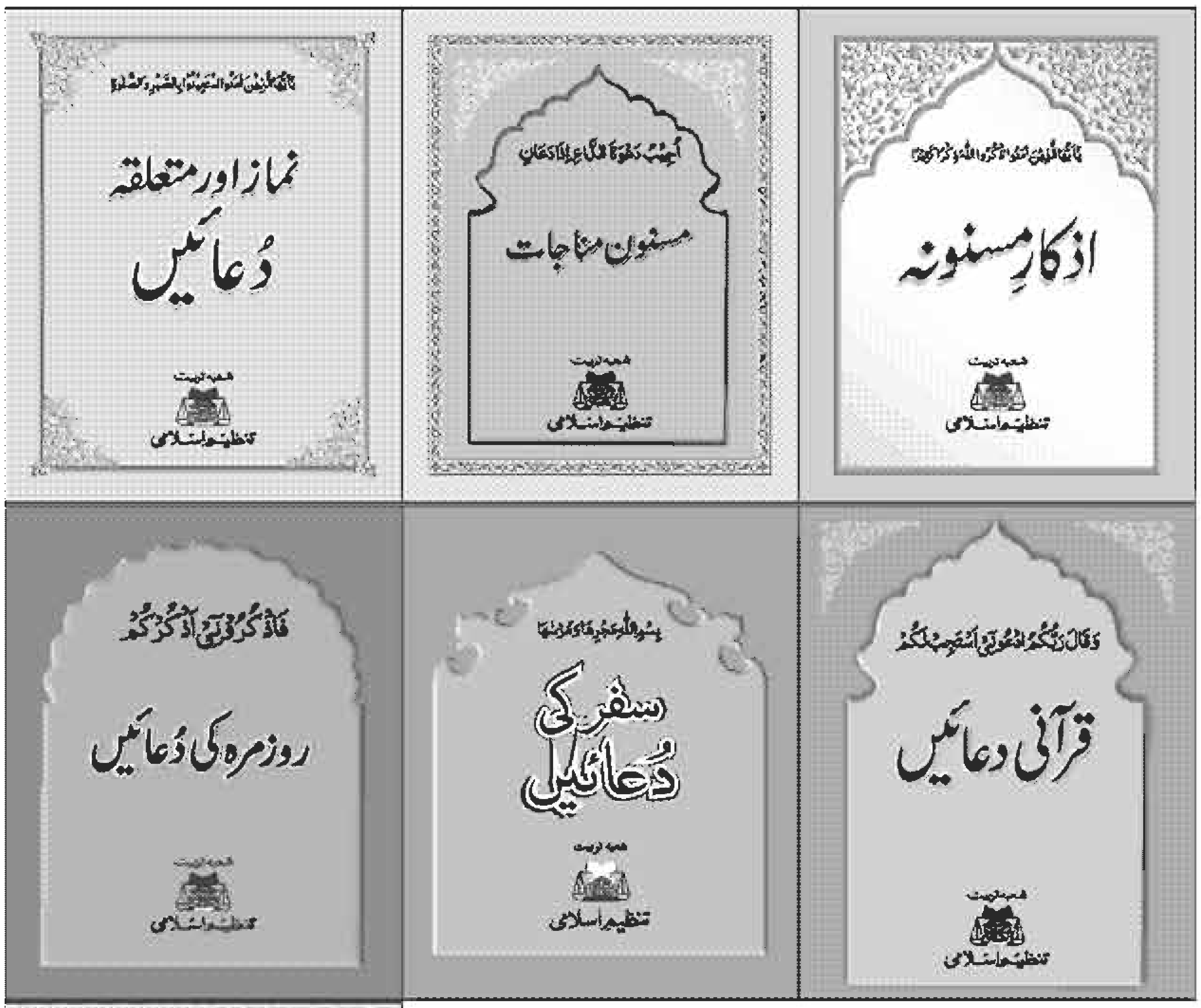

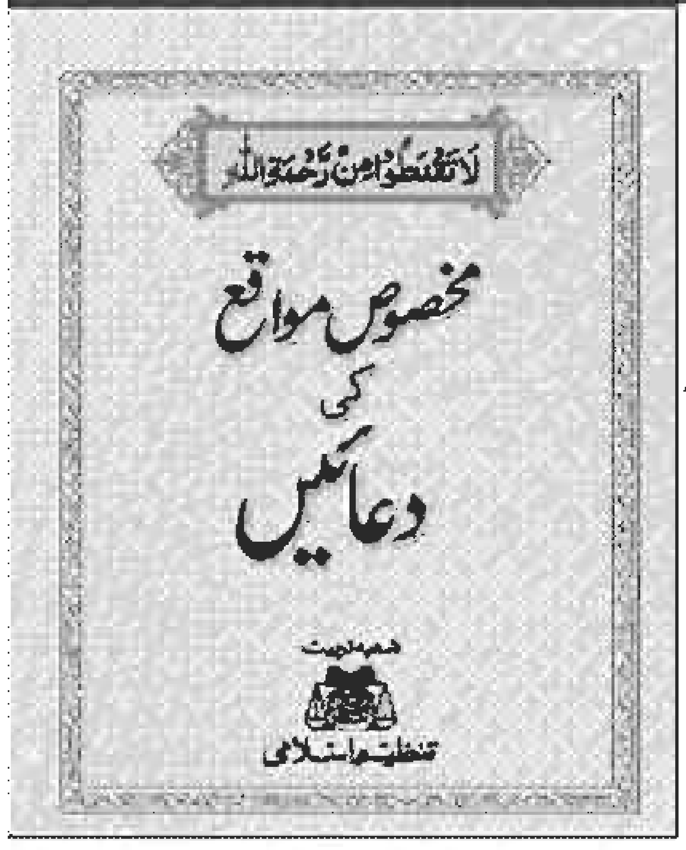

نبی رحمت ﷺ کی مستند مناجات وشب وروز کے اذکار

7 عدد پاکٹ سائز کتابچوں کا سیٹ، نئی کمپوزنگ سے مزین ہو کر آرٹ پیپر پر طبع ہوگیا ہے۔ ھدیہ صرف -/50 روپے

مرکز تنظیم اسلامی اور تمام علاقائی مراکز سے حاصل کریں

شعبہ تربیت 67/اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور، فون: 36316638-36366638
تنظیم اسلامی فیکس: 36271241
www.tanzeem.org email: markaz@tanzeem.org

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

- از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟
- ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
- نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس
(2) عربی گرامر کورس (I، II، III)
(3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز
قرآن اکیڈمی 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501
E-mail: distancelearning@tanzeem.org

رمضان المبارک کے دوران تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام

مالاکنڈ ایجنسی، باجوڑ ایجنسی، سوات، ملتان، وہاڑی، لیہ، بہاولپور، سرگودھا، جوہرآباد اور میانوالی میں ہونے والے

دورۂ ترجمہ قرآن و خلاصۂ تعلیمات قرآن

کے پروگراموں کی فہرست

حلقہ مالاکنڈ

مکمل ترجمۂ قرآن

وقت	مقررہ مقام	مدرس
صبح 6 تا 8	مسجد ملیانو باندہ منڈا دیر	مولانا احمد جان
سہ پہر 3 تا 5	مسجد ملیانو باندہ منڈا دیر	〃
ظہر تا عصر	جامع مسجد مینہ ماموند باجوڑ ایجنسی	حضرت نبی محسن
عصر تا مغرب	محلہ خان آباد مسجد بی بیوڑ ضلع دیر	ممتاز بخت
عصر تا مغرب	گندیگار بی بیوڑ ضلع دیر	ولی اللہ
سہ پہر (3 تا 5 بجے)	دفتر تنظیم اسلامی، الہدیٰ لائبریری، امیری کس ضلع دیر بالا	(بذریعہ ویڈیو)
ظہر تا عصر	ذاتی مکان رفیق تنظیم ملا کلے جار، باجوڑ ایجنسی (برائے خواتین)	اہلیہ شاہد لطیف

دروس منتخب نصاب قرآنی

وقت	مقررہ مقام	مدرس
بعد نماز عصر	مسجد عثمان اختر غونڈی، بٹ خیلہ، مالاکنڈ ایجنسی	شوکت اللہ شاکر
بعد نماز فجر	بابو مسجد کوٹو، خار بٹ خیلہ	قاری امیر رحمانی
عصر تا مغرب	مسجد اتات خیل، خالیگے، سوات	حبیب علی
عصر تا مغرب	ذاتی مکان گاؤں حیاتے، باجوڑ ایجنسی	شیر محمد حنیف
ظہر اڑھائی بجے	شاہین ماڈل سکول، واڑی، ضلع دیر	خورشید خان

خلاصۂ مضامین قرآنی

وقت	مقررہ مقام	مدرس
بعد نماز عشاء	مسجد محلہ گنبد بٹ خیلہ، مالاکنڈ ایجنسی	امین سواتی
بعد نماز فجر	بلال مسجد کڑ کنٹرئی خار، بٹ خیلہ، مالاکنڈ ایجنسی	قاری شاہ زرین
بعد نماز فجر	مسجد ڈاک کوٹو، بٹ خیلہ، مالاکنڈ ایجنسی	محمد ظاہر شاہ
بعد نماز فجر	جامع مسجد پیین جماعت، تھانہ، مالاکنڈ ایجنسی	الطاف حسین
بعد از تراویح	حجرہ شیر ولی خان، طورمنگ، تحصیل خال، ضلع دیر	عنایت اللہ توحیدی
بعد نماز ظہر	مسجد پنجکوڑہ خال بازار، ضلع دیر	بخت محمد
بعد نماز فجر	مسجد شریف آباد کبل، سوات	محمد صدیق

حلقہ جنوبی پنجاب

مکمل دورہ ترجمہ قرآن

نام شہر	مقررہ مقام	مدرس
ملتان	جامع مسجد قرآن اکیڈمی آفیسرز کالونی، بوسن روڈ	ڈاکٹر محمد طاہر خان
〃	جامع مسجد الہدیٰ، F-13، شاہ رکن عالم کالونی	محمد عطاء اللہ خان
〃	جامع مسجد قرطبہ، گارڈن ٹاؤن، ملتان کینٹ	محمد سلیم اختر
〃	گلستان میرج کلب، معصوم شاہ روڈ، ملتان	محمد عرفان بٹ
وہاڑی	مرکز تنظیم اسلامی، شیخ کالونی، وہاڑی	ڈاکٹر مظہر الاسلام

خلاصۂ مضامین قرآنی

نام شہر	مقررہ مقام	مدرس
لیہ	جامع مسجد ہاؤسنگ کالونی، لیہ	صادق علی چودھری

منتخب نصاب قرآنی: بعد نماز فجر اور ترجمۃ القرآن: عصر کی نماز سے ایک گھنٹہ قبل

نام شہر	مقررہ مقام	مدرس
بہاولپور	مسجد جامع القرآن، مرکز تنظیم اسلامی مدینہ ٹاؤن، چک 9/BC، بغداد روڈ، بہاولپور	ذوالفقار علی

حلقہ سرگودھا

دورہ ترجمۂ قرآن

نام شہر	مقررہ مقام	مدرس
سرگودھا	مسجد جامع القرآن، سرگودھا	ڈاکٹر رفیع الدین، ڈاکٹر ناصر ملک، ڈاکٹر عبدالرحمٰن
جوہر آباد	مسجد مرکز جوہر آباد	(بذریعہ ویڈیو)

خلاصۂ مضامین قرآنی

نام شہر	مقررہ مقام	مدرس
میانوالی	مسجد بیت المکرم، میانوالی	نور خان

ہر دور میں جو چیز محافظ ہیں ہماری
قرآن ہے، قرآن ہے، قرآن ہے، قرآن

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کا دورۂ حلقہ مالاکنڈ

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید نے 9اور10 جولائی2011ء بروز ہفتہ واتوار حلقہ مالاکنڈ کا دورہ کیا، جس کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

9 جولائی صبح 9 بجے امیر محترم نے بٹ خیلہ مالاکنڈ ایجنسی میں علماء ودانشوروں سے خطاب کیا۔ عنوان تھا: ''موجودہ ملکی وبین الاقوامی صورت حال''۔ یہ خطاب ایک گھنٹہ پر محیط تھا، جس میں آپ نے موجودہ صورت حال کی نہ صرف تصویر کشی کی بلکہ اِس کا حل بھی پیش کیا۔ خطاب کے بعد حاضرین کے سوالوں کے جواب دیئے گئے۔ اِس پروگرام میں 80 علماء کرام اور دانشوروں کے علاوہ 30 رفقاء نے شرکت کی۔ اِسی روز مرکز حلقہ مالاکنڈ تیمر گرہ میں مقامی علماء سے ملاقات طے تھی جو بوجوہ نہ ہو سکی، البتہ ذمہ داران حلقہ سے تنظیمی اُمور پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔

10 جولائی صبح 8 تا12 بجے تنظیم کے ذمہ داران اور رفقاء کے ساتھ نشست ہوئی۔ اس نشست میں امراء ونقباء اور نئے رفقاء سے تعارف حاصل کرنے کے بعد امیر محترم نے مختصر خطاب کیا اور بعد ازاں رفقاء کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ ساڑھے دس بجے امیر محترم نے رُفقاء سے بیعت لی، جس میں تین نئے رفقاء شامل ہوئے۔ بعد ازاں امیر حلقہ نے حلقہ کے رفقاء کے اعداد وشمار اور علاقے کے دعوتی کام کا جائزہ پیش کیا۔ 11 بجے چائے کے وقفے کے ساتھ باقی رفقاء رخصت ہو گئے اور ذمہ داران حلقہ وامراء تنا ظیم کے ساتھ امیر محترم نے دوسری نشست کی، تاکہ دیگر مسائل پر گفتگو ہو سکے۔ بارہ بجے اس اجلاس کا اختتام ہوا اور امیر محترم اپنے ہم سفر نائب ناظم اعلیٰ شمالی پاکستان کے ہمراہ تیمر گرہ سے رخصت ہوئے۔

امیر محترم کا یہ دورہ رفقاء کی حوصلہ افزائی میں کافی ممد ومعاون ثابت ہوا۔ ان شاءاللہ یہ پیغام وسیع حلقے میں پھیلے گا۔ اللہ تعالیٰ ہماری صلاحیتیں اور اوقات اقامت دین اور اپنی رضا کے حصول میں لگائے۔ آمین (مرتب: احسان الودود)

مقامی تنظیم جار باجوڑ کا دعوتی دورہ

29 مئی2011ء کو مقامی تنظیم کے رفقاء دعوت دین کے لیے تحصیل سلارزئی کے گاؤں ڈانقول گئے۔ یہ علاقہ امیر مقامی تنظیم غازی گل کا آبائی گاؤں ہے۔ یہ خوبصورت گاؤں افغانستان کے بارڈر پر واقع ہے۔ اس پروگرام کے لیے مقامی تنظیم ماموند کے امیر حضرت نبی محسن کو خصوصی دعوت دی گئی تھی۔ رفقاء تقریباً نو بجے ڈانقول پہنچ گئے۔ ساڑھے نو بجے دعوتی پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کے بعد محمد نعیم نے درس قرآن دیا۔ عبید اللہ نے فرائض دینی کے حوالے سے مدلل گفتگو کی، اور حاضرین پر واضح کیا کہ بحیثیت مسلمان ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ شیر محمد حنیف نے ''دین کا جامع تصور'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی اور دین اور مذہب کے بنیادی فرق کو واضح کیا۔ آخر میں حضرت نبی محسن نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مراحل سامعین کے سامنے تفصیل سے بیان کیے۔ پروگرام کا اختتام ساڑھے بارہ بجے مقامی امیر کی دعا پر ہوا۔ بعد ازاں مقامی امیر نے شرکاء کو ظہرانہ دیا۔ نماز ظہر اور مقامی تنظیم سے مشاورت کے بعد شرکاء اپنے گھروں کو واپس ہوئے۔ اس پروگرام میں سات رفقاء اور آٹھ احباب شریک ہوئے۔ (مرتب: لاہور خان)

تنظیمی اطلاعات

سرگودھا میں دو تنا ظیم کا ادغام اور ملک افضل اعوان کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ سرگودھا کی جانب سے سرگودھا کی دو مقامی تنا ظیم کے ادغام اور اس میں تقرر امیر کی بابت موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مشورہ کے بعد اِن تنا ظیم کے ادغام اور نئی مقامی تنظیم سرگودھا کے لیے ملک افضل اعوان کو امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم ''پنڈی گھیپ'' میں منیر احمد کا بطور امیر تقرر

ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے مقامی تنظیم ''پنڈی گھیپ'' میں تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی سفارش اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 7 جولائی2011ء میں مشورہ کے بعد جناب منیر احمد کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ''کراچی وسطی'' میں جلال الدین اکبر کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم کراچی وسطی میں دو سال مکمل ہونے پر امیر حلقہ کراچی شمالی کی جانب سے تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مشورہ کے بعد جناب جلال الدین اکبر کو مذکورہ تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ پنجاب شمالی کی مقامی تنظیم ''اسلام آباد شرقی'' میں اعجاز احمد عباسی کا بطور امیر تقرر

مقامی تنظیم ''اسلام آباد شرقی'' میں دو سال مکمل ہونے پر ناظم حلقہ پنجاب شمالی کی جانب سے تقرر امیر کے لیے موصولہ اُن کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مشورہ کے بعد جناب اعجاز احمد عباسی کو مذکورہ تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر31 سال، تعلیم ایم اے سیاسیات، ایم فل، لیکچرر کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0323-4418239 / 042-35896480

☆ لڑکی، عمر20 سال، دینی مزاج کی حامل، طالبہ بی اے (پارٹ I)، قرآن اکیڈمی کراچی سے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کر رکھا ہے، امور خانہ داری میں ماہر، خدمت گزار، کے لیے پڑھے لکھے برسرِ روزگار، دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ:0345-5109678

☆ گجراتی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر24 سال، تعلیم میٹرک، امور خانہ داری اور سلائی کڑھائی کی ماہر، صوم وصلوٰۃ کی پابند، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرِ روزگار ترجیحاً رفیق تنظیم کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ:0322-2485032

☆ شیخوپورہ شہر کے رہائشی اعلیٰ تعلیم یافتہ سید گھرانے کی خوش خصال بیٹی، تعلیم ایم اے انگلش، عمر23 سال، قد "6-'5 کے لیے تعلیم یافتہ دینی مزاج کے حامل نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0322-4598216 / 056-3810157

mosques deal with these nightly prayers, cannot possibly give us the guidance we are looking for. Guidance comes with understanding, and understanding seems to be the *last* thing on the minds of most people leading the *taraweeh*. So, if the reader really intends to reap the benefits that the Qur`an has to offer at this time of year, then here is some practical advices:

- Read the translation (preferably explanation also) of the Qur`an that is to be recited that particular night, so that you can gain as much benefit as possible from what is being recited. Since the bullet trains that run in most *masajid* make this advice almost impracticable, consider the next point.
- Do not go to the *masjid (they are going to beat me over the head for this one)* and pray at home instead (praying taraweeh in the masjid is *not* obligatory in any way). Read and understand as much Qur`an as you can, and then recite that portion in your own prayer. It is best to recite from memory. However, if that is not possible, reciting from the Qur`an held in your hand is acceptable, according to some scholars.
- The ideal of all this is to train yourself to know enough Arabic, so that you have a somewhat sufficient understanding of the Qur`an from the start. Therefore, you can directly understand and appreciate what the *Imam* recites. However, this requires preparation and effort throughout the entire year. Remember, "A journey of a thousand miles begins with the first step", so if you are not already at this level, then upcoming Ramadan is the perfect opportunity for you to start!

Focusing our attention back to the ayah, it goes on to mention that traveling or ill persons can compensate for their fasts on later dates, as Allah (SWT) does not wish hardship on anyone. The passage culminates by giving the reason for the exercise, *"To glorify Allah that He guided you and to be grateful"*.

By fasting, we tame our bodies and bring them under control. We also nourish our souls by standing in prayer, and allowing the Qur`an to give us strength. All this effort results in the attainment of the *ultimate* need of man --- Guidance! With this need satisfied, all our previous questions and qualms are then dispelled. The purpose and direction of our life then becomes clear. A feeling of inner peace and tranquility sets in, and we *glorify Allah* (SWT)*, and are grateful to Him.* When this rush of gratitude begins spreading, we realize that our Lord is near and we can ask of Him as we please, for the All-Mighty is ever responsive:

> "When My servants ask thee concerning Me, I am indeed close (to them); I listen to the prayer of every supplicant when he calls on Me; Let them also, with a will, listen to My call, and believe in Me: That they may walk in the right way." [2:186]

The second part of this ayah also lays out the condition for the acceptance of the supplication: The supplicant must play his part, and respond to Allah's call and believe in Him! It goes, without saying, that a disobedient and adamant servant does not deserve his wages.

In the next ayah, Allah (SWT) explains the rules for fasting:

> "Permitted to you, on the night of the fasts, is the approach to your wives. They are your garments and ye are their garments. Allah knoweth what ye used to do secretly among yourselves; but He turned to you and forgave you. So now associate with them, and seek what Allah hath ordained for you, and eat and drink, until the white thread of dawn appears to you distinct from its black thread; then complete your fast till the night appears; but do not associate with your wives while ye are in retreat in the mosques. Those are limits (set by) Allah; Approach not thereto. Thus doth Allah make clear His signs to men, that they may learn Taqwa." [2:187]

This ayah ends by the mentioning of *Taqwa,* yet again, to emphasize its importance. Just in case we are under the impression that being good for just this one month will suffice for our salvation, Allah (SWT) reminds us to carry forward what we acquired from this month, and not to indulge in transgression once Ramadan is over, especially with regards to other people's rights:

> "And do not eat up your property among yourselves for vanities, nor use it as bait for the judges, with intent that you may eat up wrongfully and knowingly a little of (other) people's property." [2:188]

So, there you have it! Fasting leads to *taqwa. Taqwa* results in taming of the horse (body and soul) and leaves a hunger in the rider (*rooh*) for guidance. The *qiyam,* with the Holy Qur`an at night, satiates that hunger. The guided rider now feels gratitude, and closeness to his Lord as well, and this feeling leads on to *dua.* In that *dua,* you can ask for anything you want. However, if you are truly wise, you will ask for Allah (SWT) to keep you steadfast on His path the

would be ready for battle. These horses would be accustomed to the harsh conditions, and not give up on the fighter amidst the heat of battle, leaving him there to die.

Scholars of old have described the relationship of the soul and body as like that of a rider and his horse. The destination of the rider is his Creator, and the horse is a means to get there. However, as much as it is a means, it can also be an obstacle if the horse refuses to obey its rider. Just like the desert Arabs prepared their horses, Allah (SWT) asks us to prepare our "horses", so that we can ride toward the pleasure of Allah (SWT) . If our horse is untrained, spoiled, and granted each and every demand according to its own pleasure, it will ride *us* --- *instead* of letting us ride *it*!

By depriving our bodies of their basic desires from dawn to dusk for the sake of Allah (SWT), we train ourselves in self-restraint and consciousness of Allah (SWT). This is what the ayah terms as *taqwa*. *Taqwa* literally means to "protect and save oneself". In the Qur`anic context, it means, "saving and protecting yourself from indulging in what Allah has declared to be forbidden". *Taqwa* is that level of consciousness of Allah (SWT) that stops us from doing what He forbids, and drives us to obey what He commands. This is how we maneuver our horse and prevent it from grazing in forbidden territory.

> *If our horse is untrained, spoiled and granted each and every demand according to its own pleasure, it will ride us,*

Two questions arise here: Why does *Ramadan* have to be the only month in which we train our horses? Why is not any other month of the year? Also, does the rider need anything else, beside a trained horse, to get to his destination? The answer to both of these questions can be found in the next *ayah*:

ÔóåúÑõ ÑóãóÖóÇäó ÇáóøÐöí ÃõäúÒöáó
Ýöíåö ÇáúÞõÑúÂäõ åõÏðì áöáäóøÇÓö
æóÈóíöøäóÇÊò ãöäó ÇáúåõÏóì
æóÇáúÝõÑúÞóÇäö Ýóãóäú ÔóåöÏó
ãöäúßõãõ ÇáÔóøåúÑó ÝóáúíóÕõãúåõ

"Ramadan is (the month) in which was sent down the Qur`an, as a guide to mankind, also clear (signs) for guidance and judgment (between right and wrong). So every one of you who is present (at his home) during that month should spend it in fasting." [2:185]

The reason why this month is so special is that it has the honor of being the month of the Qur`an. That is why, once you are done with training your horse and have increased in your *taqwa*, you are now ready to turn toward the Qur`an, and attain guidance. For "this is the book, therein is no doubt, guidance for the people of taqwa". *Taqwa* is the pre-requisite, the *key*, for attaining guidance from the Qur`an; and through fasting we acquire this key.

If a person is *not* hungry, you can give him the best of food, and he will have no appetite for it. Similarly, by fasting, we foster *taqwa*. Hence, this *taqwa* increases our hunger for guidance. Only then can we benefit from the Qur`an, that we could not have otherwise. The Qur`an fulfills the second requirement of the rider, by giving him Guidance, and this is why it is referred to as the "nourishment for the soul".

The indivisible relationship between the Qur`an and Ramadan is expressed in several narrations from the Prophet (SAW), one of which says:

"Fasting and Qur`an will intercede for the servant (on the Day of Judgment). Fasting will say: O Lord, I prevented him from food and desires of his body during the day so accept my intercession for him (and forgive him). And the Qur`an will say: I prevented him from sleeping at night so accept my intercession for him. So their intercessions will be accepted."

The Qur`an *prevents* us from sleeping at night, allowing us to stand in prayer while reciting it, and ponder over its meaning. The Prophet Ç also said:

"Whoever fasts in Ramadan with faith and hope of reward, all his previous sins will be forgiven, and whoever stands in prayer at night in Ramadan with faith and hope of reward, all his previous sins will be forgiven."

Through these *ahadith*, we understand that *Siyaam* and the Qur`an go hand-in-hand. Even though the night prayer was not made obligatory like fasting is, we understand that the spiritual advantage of both components is the same. This standing at night or *qiyam-ul-layl* is seen in the form of *taraweeh* in our *masajid*. However, the speed with which most

Yousaf Raza

THE PHILOSOPHY OF RAMADAN

"Who are you?" That is the first question Sophie is asked in the introductory, philosophy textbook (disguised as a novel), *Sophie's World.* Imam Ghazali, the great 11[th] century scholar, says that the *realization* of who you really are is the *key* to felicity --- to eternal happiness! So ... *Who are you?*

You may think that answering such an "irrelevant" question is a waste of time. You might as well make the most of what you have, and enjoy this short life. At least, that is how the modern world puts it. When, and how, humanity derailed to this unfortunate ideology, is beyond the scope of this short article. Suffice it to say that the focus shifted from metaphysics to physics, and so came a technological boom and a spiritual bang!

You are what your Creator says you are i.e. a composite of a body and a soul. Your body is the derivative of, as the Qur`an explains, and modern science *confirms* --- the earth. The body was created from earth and it receives its nourishment from this earth. The basal, carnal desires that we feel are satiated from earthly material. When you are hungry, you eat. When you are desirous of copulating, you fulfill that desire by whatever earthly means are at your disposal. But hang on ... Animals do all this as well, *don't* they? In fact, they do it by far greater efficacy than even humans can. The sexual abilities of a rooster would put any human to shame, and a lion can consume a significantly higher amount than the human being can even dream of. So the question is; Are we humans like animals then, but inferior? Such a belief is a mockery of the miraculously subtle intricacies that, together, conspire to keep human beings alive. Unfortunately, the majority of humanity insists on leading life subservient to the commands of their stomachs and genitalia.

What, then, of this SOUL? Your soul is who *you really* are! Allah commands the angels in the Qur`an to prostrate to man by saying:

> "When I have fashioned him (in due proportion) and **breathed into him of My spirit**, fall ye down in obeisance unto him." [15:29]

This is our reality; our essence. It has a divine origin, as does the origin of its nourishment. What kind of divine nourishment is this? It is the *Kalaam* (the Word) of the Creator of the Heavens and the Earth --- Al-Qur`an!

With this background in mind, let us begin our treasure hunt. The key to this treasure can be found in the six ayahs (183-188) of *Surah al-Baqarah*, which are concerned with fasting. You are probably thinking: What does fasting have to do with the soul and the body? What does any of all that have to do with a treasure? This is where we piece the puzzle together.

íóÇ ÃóíõøåóÇ ÇáóøÐöíäó Âãóäõæ ßõÊöÈó
Úóáóíúßõãõ ÇáÕöøíóÇãõ ßóãóÇ ßõÊöÈó
Úóáóì ÇáóøÐöíäó ãöäú ÞóÈúáößõãú
áóÚóáóøßõãú ÊóÊóøÞõæäó

> "O ye who believe! Fasting is prescribed to you as it was prescribed to those before you, that ye may (learn) self-restraint." [2:183]

The ayah is calling you to attention: Straighten up, you who claim to believe! It is telling you that fasting (*saum*) is prescribed onto you, so that you may attain *taqwa.* So, what does fasting really mean, and what does it have to do with *taqwa*?

The literal, Arabic word for fasting is "*As-Siyaam*". In the time of the Prophet Ç, the Arabs put their horses through an exercise known as "*As-Siyaam*", to prepare them for battles in hostile, desert conditions. They would deprive the horses of food and water, and make them stand in the heat of the desert. Thereafter, when the need arose, the horses